# کرشن قادیانی

جس میں

ثابت کی گیا ہے کہ اگر مرزا صاحب کرشن جی کا اوتار

تھے تو مسلمان نہ تھے۔

(سنِ تصنیف: ۱۳۳۹ھ بمطابق 1920ء)

تصنیفِ لطیف

قاطع فتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

## جناب میاں بابو پیر بخش صاحب لاہوری

جناب بابو پیر بخش کا شمار اہلسنّت و جماعت کی ان علمی شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے تحریر و تقریر کے ذریعے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا۔ محترم بابو پیر بخش بھاٹی دروازہ، لاہور کے رہنے والے تھے۔ موصوف نے ذریعہ معاش کے لئے محکمہ ڈاک کی ملازمت اختیار کی۔ تبلیغ دین و اشاعت اسلام کی خاطر ابتداء میں اپنے دوست بابو چراغ دین صاحب کے ساتھ ''انجمن حمایت الاسلام'' کی بنیاد رکھی اور اس میں سیکرٹری کی خدمات انجام دیں۔ پھر ''انجمن تائید الاسلام'' قائم کی اور اس کے تحت ایک ماہنامہ رسالہ بنام ''تائیدالاسلام'' کا اجراء کیا۔

جب بابو پیر بخش صاحب ملتان ہیڈ پوسٹ آفس میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر معین تھے اس زمانے میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے دوستوں نے ہر جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کا حامی اور خیر خواہ مشہور کیا ہوا تھا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک دوست منشی الٰہی بخش بھی ملتان شہر کے رہنے والے تھے جن کی وساطت سے جناب بابو پیر بخش مرزا غلام احمد قادیانی کی مشہور کتاب ''براہین احمدیہ کا خریدار بنے اور مرزا غلام قادیانی کے مداحین میں شامل ہوئے۔ جولائی ۱۹۲۶ء کے انجمن تائید الاسلام کے شمارے کے ایک مضمون'' حالات مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کاذب لایعنی'' میں اپنے اس زمانے کو ذکر کرتے ہوئے جناب بابو پیر بخش لکھتے ہیں:

''براہین احمدیہ کے خریدار بنانے کے واسطے اور پیشگی قیمت وصول کر کے مرزا صاحب کے پاس بھیجنے کے واسطے منشی الٰہی بخش اکونٹینٹ و منشی عبدالحق صاحب اکونٹینٹ دورہ کے واسطے

نکلے۔ میں اس زمانے میں ملتان ہیڈ پوسٹ آفس میں بعہدۂ ہیڈ کلرک معین تھا۔ میرے پاس یہ صاحبان پہنچے۔ اور چونکہ منشی الٰہی بخش صاحب ملتان شہر کے رہنے والے تھے، انہوں نے دعوت بھی کی اور مجھ کو خریدار بھی بنایا۔ اور میں بھی سلک معاونین و مداحین مرزا میں منسلک ہوا۔ غرض مرزا صاحب کو جو کچھ بنایا مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے دوستوں نے مبالغہ آمیز مدح سرائیاں کیں۔ مرزا صاحب کو اسلام کا حامی و خیر خواہ مشہور کر دیا۔ اور ہر کہ و مہ مرزا صاحب کو اسلام کا پہلوان اور عقائد اسلام کا حامی کہنے لگا۔ اور مرزا صاحب کا وجود ہر ایک مسلمان اسلام کے واسطے غنیمت یقین کرنے لگا۔ اور مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں براہین احمدیہ کو مبالغہ آمیز خیالات میں کیا۔''

فروری ۱۹۱۲ء میں جناب بابو پیر بخش کو اپنے فرائض منصبی سے فرصت ملی اور وہ پنشن پر آ گئے۔ ملازمت سے فراغت کے بعد انہوں نے غلام احمد قادیانی کی کتب کا مطالعہ کیا اور اس فتنہ سے اچھی طرح آگاہ ہو گئے۔ بالآخر اس فتنہ کی سرکوبی کی ٹھان لی اور اسی سال رد قادیانیت پر کتاب ''معیار عقائد قادیانی'' تحریر فرمائی۔

معیار عقائد قادیانی کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''امابعد احقر العباد بابو پیر بخش پوسٹماسٹر حال گورنمنٹ پنشنر ساکن لاہور، بھاٹی دروازہ۔ برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ مجھ کو بہت مدت سے مرزا صاحب کی صفات سن کر اشتیاق تھا کہ ان کی تصنیفات کا مطالعہ کروں اور ممکن فائدہ اٹھاؤں۔ مگر چونکہ یہ کام فرصت کا تھا۔ اور مجھ کو ملازمت کی پابندی تھی۔ اور میرا محکمہ ڈاک بھی ایسا تھا کہ مجھ کو فرائض منصبی سے بہت کم فرصت ہوتی تھی جو کہ ضروریات انسانی میں بھی ملتفی نہ تھی۔ اسی واسطے میں اپنے شوق کو پورا نہ کر سکا۔ مگر اب مجھ کو بفضل خدا تعالیٰ بہ تقریب پنشن ماہ فروری ۱۹۱۲ء

سے فرصت تھی۔ میں نے مرزا صاحب کی تصانیف دیکھی اور ان کی کتابیں فتح الاسلام، توضیح المرام، ازالۂ اوہام، حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ پڑھیں۔ قریباً تمام کو دعویٰ مسیح موعود اور آسمانی نشانات سے مملو پایا۔"

معیار عقائد قادیانی کی تصنیف کے بعد محترم بابو پیر بخش نے اس بے دین گروہ کے ہر پمفلیٹ اور ہر اشتہار کا جواب تحریر فرمایا اور قلیل عرصہ میں غلام احمد قادیانی کے ہر ہر دعوے کے رد پر مستقل کتب تحریر فرمادیں۔ جناب بابو پیر بخش مرحوم کی جملہ تصانیف نہایت سلیس اور مدلل ہیں۔ اب تک ادارہ تحفظ عقائد اسلام کو مصنف علام کی نو (۹) کتابیں حاصل ہو چکی ہیں جن کی سنین کے اعتبار سے ترتیب اس طرح ہے:

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱...... | معیار عقائد قادیانی | ۱۳۳۱ھ | ۱۹۱۲ء |
| ۲...... | بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی | ۱۳۳۷ھ | ۱۹۱۸ء |
| ۳...... | کرشن قادیانی | ۱۳۳۹ھ | ۱۹۲۰ء |
| ۴...... | مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی | ۱۳۴۱ھ | ۱۹۲۲ء |
| ۵...... | تحقیق صحیح فی تردید قبر مسیح | ۱۳۴۱ھ | ۱۹۲۲ء |
| ۶...... | الاستدلال الصحیح فی حیاۃ المسیح | ۱۳۴۳ھ | ۱۹۲۴ء |
| ۷...... | تردید نبوت قادیانی | ۱۳۴۴ھ | ۱۹۲۵ء |
| ۸...... | حافظ الایمان (فارسی / اردو) | ۱۳۴۴ھ | ۱۹۲۵ء |
| ۹...... | مجدد وقت کون ہو سکتا ہے؟ | ...... | ...... |

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ مصنف موصوف کے رد قادیانیت پر درج ذیل پانچ کتب و رسائل کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

۱...... **لامھدی الا عیسیٰ ۔**

۲...... اسلام کی فتح اور مرزائیت کی تازہ ترین شکست ۔

۳...... تفریق درمیان اولیاء امت اور کاذب مدعیان نبوت ورسالت ۔

۴...... ایک جھوٹی پیشین گوئی پر مرزائیوں کا شور وغل ۔

۵...... **حافظ الایمان** (عربی)

اگر کسی کے پاس مصنف موصوف کے تفصیلی حالات زندگی اور مذکورہ بالا پانچ رسائل موجود ہوں تو ادارے کو ارسال فرما کر ثواب دارین حاصل کریں ۔

جناب بابو پیر بخش کی ان تصانیف کا تعارف اکثر ماہنامہ تائید الاسلام کے آخری صفحہ پر پیش کیا جاتا تھا ۔ تائید الاسلام بابت جنوری ۱۹۳۲ء کے آخری صفحہ پر تردید نبوت قادیانی کا تعارف اس طرح پیش کیا گیا ہے ۔

## تردید نبوت قادیانی

## میر قاسم علی مرزائی کی ایک ہزار روپیہ انعام والی کتاب کا جواب

''برادران اسلام! میر قاسم علی مرزائی کی طرف سے ایک کتاب مسمی بہ کتاب ''النبوۃ فی خیر الامت'' شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں اور رسولوں کا آنا نہ صرف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے چلا آ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا اوران کو مغضوب ومجذوم کہا ہے ۔ اور عقلی ڈھکو سلے لگا کر مسلمانوں کو بہت دھوکے دیئے ہیں جن کا اظہار کرنا اور جواب دینا نہایت ضروری تھا ۔ اسی لئے الحمد للہ کہ کتاب مذکور کا جواب ''تردید نبوت قادیانی'' ۲۳۲ صفحات پر خاکسار نے لکھ کر چھپوائی ہے ۔''

ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک میں آباد مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت سے آگاہی کے لئے جناب بابو پیر بخش صاحب کی بعض تصانیف کے عربی، فارسی اور انگریزی تراجم بھی کئے گئے اور انہیں افغانستان، مصر، شام، عراق اور افریقہ وغیرہ میں مفت تقسیم کیا گیا۔ ماہنامہ تائید الاسلام بابت دسمبر ۱۹۲۵ء میں لوگوں سے اس طرح گزارش کی گئی ہے:

## ضروری گزارش

''برادران اسلام! خدا کے فضل سے یہ سال بھی ختم ہوا۔ اب آئندہ سال کے اخراجات کے واسطے انجمن کو سرمائے کی سخت ضرورت ہے۔ کیوں کہ اس سال معمولی اخراجات رسالہ کے ماہوار ایک کتاب ۴۸ صفحات کی مسمّی بہ ''حافظ ایمان از فتنہ قادیان'' فارسی زبان میں تصنیف کی گئی اور ۲۰×۲۲ سائز پر لکھوا کر چھپا کر مفت مسلمانان کابل وقندھاو بخارا و بلوچستان وخوست وغیرہ علاقہ جات میں مفت تقسیم کی گئیں۔ کیوں کہ مرزائیوں کی طرف سے ان علاقہ جات میں خاص طور پر جدو جہد شروع ہوگئی تھی۔ اور فارسی زبان میں انجمن تائید الاسلام کی طرف سے کوئی کتاب شائع نہ ہوئی تھی۔

(۲) اسی کتاب کا ترجمہ عربی زبان میں کرا کر علاقہ مصر وشام و بیت المقدس و بصرہ و بغداد وغیرہ میں مفت تقسیم کی گئیں۔ جیسا کہ نقول چھٹیات سے آپ پر ثابت ہوگا۔

(۳) اسی کتاب کا انگریزی ترجمہ چھپوا کر علاقہ بمبئی، مدراس، مالا بار (ملبار)، بنگال، رنگون و برہما (برما) میں تقسیم کرایا گیا۔ یہ تمام اخراجات کا بوجھ انجمن کے مستقل سرمائے پر پڑھا۔''

تحریر وتصنیف کے علاوہ جناب بابو پیر بخش تقریر کے میدان میں بھی ایک خاص مقام کے حامل تھے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء کو منعقد ہونے والے'' جلسہ اسلامیان قادیان'' کی روداد بیان کرتے ہوئے محرر لکھتے ہیں:

''جناب بابو صاحب موصوف نے اپنی ۱۶ صفحات کی نہایت مدلل اور دلچسپ مطبوعہ تقریر ''اثبات حیات مسیح'' مختصر مگر منکسرانہ تمہید کے بعد سنانی شروع کی۔ اس تقریر کی لطافت نے جلسہ میں ایک خاص شان پیدا کر دی۔ لفظ لفظ پر تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہوتی تھی۔'' ''در حقیقت جس تحقیق سے ایک مدلل اور مکمل بحث بابو صاحب نے ''اثبات حیات مسیح'' پر کی ہے، یہ انہیں کا حصہ تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے ''لکل فن رجال ولکل قول مقال'' بابو صاحب کی طبیعت میں مناظرہ کا خاص ملکہ ودیعت ہے۔''

جناب بابو پیر بخش نے ایک دینی ادارے انجمن تائید الاسلام کی بنیاد رکھی اور اس کے تحت ماہنامہ رسالہ بنام ''تائید الاسلام، لاہور'' جاری کیا۔ انجمن کے تحت فتنہ قادیان کی جانب سے جاری ہونے والے اشتہارات اور پمفلیٹ اور مضامین اور تقاریر کا رد کیا جاتا اور عوام الناس کو حقائق سے آگاہ کیا جاتا۔ ماہنامہ رسالہ میں رد قادیانیت پر مضامین اور اقتباسات شائع کیے جاتے اور علماء اہلسنت کی رد قادیانیت پر مطبوعہ کتب سے بھی عوام و خواص کو مطلع کیا جاتا۔ انجمن تائید الاسلام کی ۱۹۱۷ کی ایک اشاعت کے سرورق کے اردگرد یہ اطلاع درج ہے:

''حجۃ اللہ البالغہ یعنی سیف چشتیائی مصنفہ علامہ زمان قطب دوران حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب (زاد اللہ فیوضہم)۔ دنیا بھر کے علماء نے تسلیم کیا ہے کہ عالمانہ نظر میں مرزا قادیانی کا رد اس سے بہتر نہیں کیا گیا۔''

رسالہ تائید الاسلام ماہوار بابت ماہ نومبر ۱۹۲۰ء کے سرورق پر یہ اطلاع تحریر ہے:

''اطلاع: افادۃ الافہام مولفہ حضرت مولانا محمد انوار اللہ صاحب مرحوم (صدر الصدور، حیدر آباد، دکن) تردید مرزا میں یہ دو جلدوں کی ضخیم بے نظیر کتاب جو بڑی جستجو سے

تین (۳) نسخے بہم پہنچائے گئے ہیں۔علماء فوراً منگالیں۔"

جب مصنف موصوف نے بعض مصلحتوں کے تحت کچھ عرصہ کے لئے رسالہ تائید الاسلام کی اشاعت روک دی تو حضرت علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی (مصنف کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی) نے اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار "انقلاب زفاف حاضرہ" میں ان الفاظ میں فرمایا:

"ہمارے محترم دوست مولوی بابو پیر بخش صاحب نے رسالہ تائید الاسلام لاہور کو بند کردیا اور نہایت اہم دینی کام کو چھوڑ دیا۔" (مطبوعہ رسالہ انجمن نعمانیہ، لاہور، ماہ جنوری ۱۹۲۹ء)

جناب بابو پیر بخش ۱۹۱۲ء میں اپنے عہدے سے فراغت کے بعد سے مسلسل سولہ سال تک مرزا قادیانی کے فتنے کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کے ہر فریب و دھوکہ دہی کا منہ توڑ جواب دیتے رہے۔ اپنی کتب، رسائل، مضامین اور اہلسنت کے دیگر بزرگوں کی تصانیف کے ذریعے لوگوں کے اس فتنہ سے مطلع و آگاہ کرتے رہے۔ جناب بابو پیر بخش نے اپنے انتھک مشن کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف اسلام دعاوی، عقائد باطلہ اور گمراہ کن الہامات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ آخر کار عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کرتے ہوئے مئی ۱۹۲۷ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

جناب بابو پیر بخش کے وصال کے بعد مئی ۱۹۲۷ء سے مئی ۱۹۳۲ء یعنی پانچ سال تک رسالہ تائید الاسلام کے اجراء کی ذمہ داری جناب میاں قمر الدین صاحب نے سنبھالیں۔ رسالہ تائید الاسلام، بابت ماہ جون ۱۹۳۲ء کے شمارے میں جناب بابو پیر بخش کی خدمات کو سراہتے ہوئے مضمون نویس رفیق محترم تحریر کرتے ہیں:

"تردید مرزائیت میں جن حضرات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان میں رسالہ تائید الاسلام کے بانی محترم جناب بابو پیر بخش صاحب مرحوم و مغفور ایک امتیازی خصوصیت رکھتے ہیں۔

جناب میاں صاحب نے پوسٹماسٹر کے عہدے سے پنشن لینے کے بعد بھاٹی دروازہ لاہور سے تردید مرزائیت کے لئے رسالہ تائید الاسلام کا اجراء کیا اور ان کی ذاتی قابلیت سے اس رسالہ کو یہاں تک ترقی دی کہ رسالہ نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند مثلاً افغانستان، افریقہ، مصر، شام، برما وغیرہ ممالک میں کثرت سے جانے لگا۔ میاں صاحب مرحوم نے اپنے مشن کو رسالہ تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ تردید مرزائیت میں کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ عربی اور انگریزی میں رسالے شائع کئے تاکہ اسلامی ممالک اور یورپ میں مرزائی حقیقت سے پورے طور پر آگاہ ہو جائیں۔ میاں صاحب موصوف باوجود پیرانہ سالی کے، جس جوان ہمتی سے اور تندہی کے ساتھ سولہ سال برس تک کا طویل عرصہ اس عظیم الشان کام کو سرانجام دیتے رہے، یہ انہیں کا کا حصہ تھا۔ یقیناً نصرت الٰہی ان کی مددگار اور مؤید تھی۔ اسی لئے ان کا مشن دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتا گیا۔ مرزائیوں سے پوچھئے جن کے سینے پر ان کی تحریریں مونگ دلتی رہتی رہیں اور ہر میدان میں مرزائیوں کو میاں صاحب کے مقابلہ میں ذلیل ترین شکست نصیب ہوتی رہی۔ آخر وہ وقت آپہنچا کہ جب ہر ایک انسان دنیوی تعلقات کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کے ہاں جانے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ وفات سے پہلے میاں صاحب نے رسالہ کا فنڈ اور کتب خانہ ٹرسٹیز مقرر فرمانے کے بعد محترمی ومکرمی جناب میاں قمر الدین صاحب رئیس اچھرہ کے سپرد فرمادیا اور خود مئی ۱۹۲۷ء میں دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ادارہ اپنی اس پندرھویں جلد میں جناب بابو پیر بخش مرحوم کی چار کتب شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے اور مزید کتب، رسائل اور مضامین سولہویں جلد میں انشاءاللہ طبع کئے جائیں گے۔ اس مجموعے میں چند کتب کی اصلاح طلب عبارات کی تصحیح کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

**ناظرین!** مرزا صاحب پہلے خدا بن گئے تھے۔ اور پھر کسی نامعلوم وجہ سے عہدۂ خدائی سے معزول ہو کر پیغمبر ورسول بنائے گئے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود قرار دیئے گئے تھے۔ پھر مقام محمدی سے گرا کر نائب عیسیٰ علیہ السلام بنائے گئے۔ اور فنا فی الرسول کے مرتبہ عالی سے تنزل کر کے نائب عیسیٰ ہوئے۔ پھر نائب عیسیٰ علیہ السلام کے مرتبہ سے بھی تنزل کر کے ایک صحابی بنے یعنی حضرت علی بنائے گئے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنی وحی جو مرزا صاحب کو دی تھی واپس لے لی۔ اور ایسے شخص کا بروز بنایا جو خود فرماتا ہے: **اَلا وَاِنِّیْ لَسْتُ نَبِیًّا وَّلا یُوْحٰی اِلَیَّ** یعنی ''نہ میں نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی کی جاتی ہے''۔ اب ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جس شخص کا بروز قرار دیئے گئے جب اس کو وحی نہ ہوتی تھی تو مرزا صاحب جو اس سے کم مرتبہ میں تھے۔ کیونکہ مثیل ہمیشہ اپنے مماثل سے صفات میں کم ہوا کرتا ہے۔ تو ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بروز ہونے کی حالت میں وحی الٰہی ہونا بالکل باطل ہے۔ کیونکہ جب حضرت علی کو وحی نہ ہوتی تھی تو مرزا صاحب جو اس کے بروز و مثیل بنتے ہیں ان کو کس طرح وحی ہو سکتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے ترقی معکوس کی، کہ خدا سے محمد بنے اور محمد سے نائب عیسیٰ بنے اور نائب عیسیٰ سے حضرت علی بنے۔ مگر اس تنزل میں اسلام سے خارج نہ ہوئے تھے۔ اور توبہ کا دروازہ کھلا تھا۔ مگر افسوس مرزا صاحب نے بجائے توبہ کے ایک ایسا الہام تراشا کہ اسلام ہی سے نکل گئے۔ اور کرشن جی کا روپ دہارا۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے منہ موڑ کر اہل ہنود کا مذہب اختیار کیا۔ اور افسوس ان کا خاتمہ ایمان پر نہ

ہوا۔ کیونکہ کرشن جی مہاراج اہل ہنود کے ایک راجہ تھے۔ اور تناسخ کے ماننے والے تھے۔ اور قیامت اور یوم حشر کے منکر تھے۔ چنانچہ تمام گیتا جو کرشن جی کی اپنی تصنیف ہے، انہیں مسائل اواگون واوتار و جزا سزا بذریعہ تناسخ حلول ذات باری وممانعت گوشت خوری سے پر ہے۔ جس کو مرزا صاحب "الہامی کتاب" مانتے ہیں اور کرشن کو پیغمبر۔ اور فرماتے ہیں کہ خدا تعالی نے مجھ کو الہام کیا کہ: "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"۔ جب گیتا مرزا صاحب نے خدا کا کلام مان لیا۔ تو جو جو مسائل اس میں درج ہیں وہ ضرور ماننے ہوں گے۔ اور چونکہ وہ مسائل بالکل تمام انبیاء علیہم السلام کے دین کے برخلاف ہیں۔ اس لئے نہ تو کرشن مسلمان اور پیغمبر ہو سکتے ہیں اور نہ ان کا بروز واوتار مسلمان کہلا سکتا ہے۔ اب ہم پہلے مرزا صاحب کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ کسی مرزائی کو انکار وتاویل کی گنجائش نہ رہے اور یہ نہ کہے کہ مرزا صاحب پر بہتان ہے اور جھوٹ لکھا ہے، کیونکہ مرزائیوں کا آج کل قاعدہ ہو رہا ہے کہ جس الہام یا عبارت میں مرزا صاحب پر اعتراض کیا جائے جھٹ انکار کر دیتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے ایسا نہیں لکھا، اصل عبارت دکھاؤ۔ کیونکہ کچھ جواب ان کے الہامات خلاف شرع کا ان سے نہیں بن پڑتا۔ اصل عبارت مرزا صاحب یہ ہے (دیکھو لیکچر مرزا صاحب ۲ نومبر ۱۹۰۴ء جو سیالکوٹ میں دیا تھا) "ایسا ہی میں (مرزا صاحب) راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کے رو سے میں وہی ہوں یہ میرے قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین وآسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ اور خدا کا وعدہ تھا کہ آخر زمانہ میں اس کا (کرشن کا) بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ یعنی منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت یہ بھی الہام ہوا کہ: "ہے

کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے''......(الخ)

**ناظرین!** بہ فحوائے آیہ کریمہ ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾ یعنی ''پچھلی بات بہتر ہے پہلی سے''۔ مرزا صاحب کے تمام دعاوی اورالہامات سے یہ آخر کا الہام و دعویٰ بہتر ہے۔ اور ان کی ذات کے واسطے خیر ہے۔ پس مرزا صاحب محمد ﷺ و عیسیٰ علیہ السلام و مریم وغیرہم انبیاء علیہم السلام کے دعاوی سے دست بردار ہو کر کرشن بھی بنتے ہیں یعنی اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ جب تک محمد ﷺ کے پیرو تھے بروزِ محمد تھے۔ اب کرشن کے پیرو ہیں اور بروزِ کرشن ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا.

**ناظرین!** یہ دعویٰ مرزا صاحب کا تمام انبیاء علیہم السلام کے برخلاف ہے۔ اور جس قدر انبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم النبیین محمد ﷺ تک ہوئے، کسی ایک نے نہ ''اوتار'' کے مسئلہ کو حق جانا اور نہ کسی نے ''رام چندر و کرشن و مہادیو'' وغیرہ بزرگان اہل ہنود کو سلسلۂ انبیاء میں شمار کیا۔ کیونکہ ان کا مذہب انبیاء علیہم السلام کے بالکل برخلاف تھا۔ اور اب تک ان کی تعلیم و عمل کا نمونہ موجود ہے۔ کہ تمام فرقہ ہائے اہل ہنود قیامت و یوم الحساب و حشر اجساد کے منکر ہیں۔ اور ''آواگون'' (تناسخ) مانتے ہیں۔ اور توحید کی بجائے بت پرست ہیں۔ چنانچہ ''گیتا'' میں جو کرشن جی کی اپنی تصنیف ہے اس میں تناسخ کی تعلیم ہے اور اوتار کا مسئلہ بھی گیتا میں ہے۔ اور کسی فرقہ اہل اسلام میں سے کسی مسلمان کا یہ اعتقاد نہیں کہ ایک مشرک ہندو راجہ گنوار اور برہمن کی پوجا کرنے والا وید و شاستر کا پیرو قیامت کا منکر، پیغمبر و رسول ہو سکے۔ اس لئے ہم مرزا صاحب کے اس الہام اور دعویٰ پر آزادی سے بحث کریں گے۔ اور گیتا سے ہی ثابت کریں گے کہ مرزا صاحب کا یہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں

تھا۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو ماسبق انبیاء علیہم السلام کے موافق ہوتا۔ قرآن شریف میں ''متقین'' کی صفت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ط اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ترجمہ: ''وہ لوگ جو تحقیق آخرت کا یقین کرتے ہیں، وہی لوگ ہدایت پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں''۔ مگر جو کرشن اور اس کا بروز و اوتار ہونے کا دعویٰ کرے وہ ہرگز ''مُفْلِحُوْن'' میں سے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ''تناسخ'' کا ماننے والا قیامت کا منکر ہے۔ اور مرزا صاحب مان چکے ہیں کہ بغیر متابعت تامہ کے کوئی بروز نہیں ہوسکتا۔ اور میں بسبب پیروی محمد ﷺ کے بروز محمد ﷺ ہوں۔ تو اب ثابت ہوا کہ پیروی کرشن تامہ سے بروز کرشن ہوئے اور حضرت محمد ﷺ کی پیروی سے نکل گئے۔ اور کرشن کے پیرو ہوئے۔ اور چونکہ کرشن آخرت کا منکر اور تناسخ کا قائل تھا، مرزا صاحب بھی آخرت کے منکر اور تناسخ کے قائل ثابت ہوئے۔ اس عبارت مرزا صاحب میں مفصلہ ذیل امور لائق بحث ہیں۔

۱...... ''میں راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں، یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کے رو سے میں وہی (کرشن) ہوں''۔

۲...... ''وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔ اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا''۔

۳...... ''آخر زمانہ میں کرشن کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے یہ وعدہ میرے آنے سے پورا ہوا''۔

۴...... ''الہام کہ تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے''۔

اب چاروں امروں پر الگ الگ غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ یا تو یہ الہام غلط ہے یا مرزا صاحب کا خاتمہ اسلام پر نہیں ہوا۔

مرزا صاحب ''درثمین'' جو ان کی اپنی تصنیف ہے اس میں لکھتے ہیں۔ نعر

وارث مصطفیٰ شدم بہ یقین شدہ رنگیں برنگ یار حسین

یعنی میں (مرزا صاحب) مصطفیٰ کا وارث ہوں اور یقین اور ایمان سے ہوں۔ اور خوبصورت دوست (محمد ﷺ) کے رنگ سے رنگین ہو گیا ہوں۔ ''حقیقۃ الوحی استثنا'' کے صفحہ ۷ میں لکھتے ہیں: **لیس فی جبی الا انوارہ** (محمد ﷺ) ترجمہ: ''میرے جبے یعنی وجود میں سوائے نور محمد ﷺ کے نہیں ہے''۔ پھر لکھتے ہیں: ''آخر زمانہ کا آدم در حقیقت ہمارے نبی کریم ﷺ اور میری نسبت اس جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے''۔ پھر لکھتے ہیں: ''اس نبی کریم ﷺ کا لطف اور وجود میری طرف کھنچا یہاں تک کہ میرا وجود اس (نبی کریم) کا وجود ہو گیا''۔ پھر لکھتے ہیں: ''پھر اس روحانیت کے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔ پس میں وہی مظہر ہوں۔ حتیٰ کہ **"ھو الذی ارسل رسولہ"** کا نام بھی پایا۔ (دیکھو خطبہ احمدیہ)

مرزا صاحب کی ان عبارات سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود و مظہر تھے۔ اور انہیں کے رنگ سے رنگین تھے۔ اگر مرزا صاحب محمد رسول اللہ ﷺ کے رنگ سے رنگین ہوتے تو پھر کرشن راجہ اہل ہنود کے رنگ سے کس طرح رنگین ہوئے۔ رنگ عرض ہے جو ہر نہیں، ایک رنگ کبھی قائم نہیں رہ سکتا، جب تک اس کو یک رنگی نہ ہو۔ اور دوسرا رنگ ہرگز اس کے پاس تک نہ آئے۔ ورنہ دونوں رنگ خراب ہو جائیں گے۔ مثلاً: اگر سیاہ رنگ ہے تو تب تک ہی سیاہ ہے جب تک اسکے ساتھ سرخ رنگ شامل نہ ہو۔ اور اگر سرخ رنگ سیاہ کے ساتھ شامل ہو جائے، تو دونوں رنگوں کی اصلیت جاتی رہتی ہے۔ اور جو ہر وجود جس پر وہ رنگ چڑھائے ایک تیسرا رنگ قبول کر لیتا ہے۔ یعنی نہ پہلا رنگ قائم

رہتا ہے۔ اور نہ دوسرا بلکہ تیسرا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اب غور کرنا چاہیے کہ جب مرزا صاحب محمد ﷺ کے رنگ سے رنگین تھے اور پھر کرشن کے رنگ سے رنگین ہوئے، تو محمدی رنگ اُن میں نہ رہا۔ اور اسلام سے خارج ہو کر "اہل ہنود" کا رنگ مرزا صاحب پر چڑھا۔ مگر افسوس کہ ہندوؤں نے بھی مرزا صاحب کو کرشن نہ مانا۔ اب تیسرا رنگ مرزا صاحب کا یہ ہوا کہ نہ مسلمان رہے نہ ہندو۔ حدِّ اوسط کا رنگ اختیار کیا، جس طرح سرخ و سیاہ رنگ مل جائے تو نسواری، تیسرا رنگ پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح مرزا صاحب کفر و اسلام کے رنگ میں رنگین ہو کر۔ شعر

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم      نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

نام کے مسلمان، اوتار کے قائل یعنی حلول ذات باری کے مسئلہ کو مانا، بت پرستی کی بنیاد ڈالی اور اپنی تصویر جائز کی، "گیتا" کو خدا کا کلام مانا، تناسخ کے مسئلہ کو مانا۔ کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ وہی شخص جو تناسخ و اوتار آریہ دھرم کو نابود کر دینے کا ٹھیکہ دار بن کر اپنے آپ کو رستم ہند جانتا تھا، آج خود ہی کرشن جی بن گیا۔ اور وہ تمام عقائد باطلہ جن کی تردید کرتا تھا۔ خود ہی ماننے لگ گیا۔ اور وہ مسائل نامعقول جو آریہ خود ان سے انکار کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی دیکھا دیکھی ترک کر رہے ہیں، وہی جاہلانہ مسائل مسلمانوں میں رواج دینا چاہتا ہے۔ بایں ہمہ دینی دعوے مجدد و امام الزمان

ع      برعکس نہند نام زنگی کافور

کیا امام زمان و مجدد و مسیح موعود کی یہی تعریف ہے کہ مسئلہ اوتار مان کر کرشن جی کا بروز یعنی اوتار بنے۔ جب کرشن کا اوتار ہوئے تو حقیقت محمدی ﷺ سے خالی ہو گئے یا یہ ماننا پڑے گا کہ ایسے الہامات دماغ کی خشکی کا نتیجہ ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ آسمانی

صحائف وقرآن میں تو حلول واوتار کے مسائل کی تردید کرے اور قیامت وتوحید کی تعلیم دے اور گیتا میں اس کے برخلاف کہے۔ پس گیتا خدا کا کلام نہیں۔ اور نہ کرشن، پیغمبر ورسول ہے۔ اگر کرشن، پیغمبر ورسول ہوتا، تو اس کی تعلیم دیگر انبیاء کے مطابق ہوتی۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے: **عن ابی ھریرۃ ان النبیﷺ قال الانبیاء اخوۃ العلات امھاتھم شتیٰ دینھم واحد** الخ یعنی ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں کہ فروعی احکام ان کے مختلف ہیں اور دین ان کا ایک ہے''۔ یعنی توحید وایمان بروز جزا ویوم آخرت اور دعوت الی الحق۔ جب کرشن جی قیامت کے منکر ہیں اور حلول ذات باری کے قائل ہیں تو پھر وہ انبیاء علیہم السلام میں سے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی پٹری جمانے کے واسطے ان کو بھی نبی و رسول کہنا شروع کر دیا کہ کسی طرح میں نبی ورسول ثابت ہو جاؤں۔ اور اس بات پر عمل کیا کہ ''من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو'' مگر افسوس کہ مرزا صاحب کی چال کارگر نہ ہوئی۔ ایک ہندو نے بھی نہ مانا کہ مرزا صاحب کرشن تھے۔ مرزا صاحب خود ہی پھسل گئے۔ اور اوتاروں کا مسئلہ ''اہل ہنود'' کا مان کر مسلمانوں کو گمراہ کر گئے۔ کس قدر غضب الٰہی کی بات ہے۔ کہ تعلیم یافتہ ''اہل ہنود'' جن کے آباؤ اجداد ہزاروں برسوں سے یہ مسائل مانتے چلے آئے تھے، وہ تو نئی تعلیم کے اثر سے اور نئی روشنی سے منور ہو کر انکار کریں کہ یہ محال عقلی ہے کہ خدا تعالیٰ ایک عورت کے پیٹ میں داخل ہو کر پیدا ہو، اور انسانی قالب اختیار کرے۔ مگر مسلمانوں میں ۱۳۰۰ برس کے بعد ایک بناوٹی فنافی الرسول کا مدعی ان کفریات کو اسلام میں داخل کرے۔ شعر

گر مسلمانی ہمیں است کہ مرزا دارد ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ وائے بر عقل مریداں کہ امامش خوانند

اب اوتار کے مسئلہ کی بحث شروع ہوتی ہے اور گیتا سے جو مرزا صاحب کے نزدیک خدا کا کلام ہے اور قرآن کے برابر ہے، اسی سے اوتار کا مسئلہ لکھا جاتا ہے۔

۱......اوتار کے معانی: اوتار کا لفظ سنسکرت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دنیا میں بشکل آدمی آنا (دیکھو سربنگ مجموعہ بخن)۔ اوتاروں کا مسئلہ اہل اسلام کے کسی فرقہ نے نہیں مانا اور نہ کوئی سند شرعی ظاہر کرتی ہے۔

۲......یہ کہ اوتاروں کا مسئلہ درست نہیں۔ قرآن مجید میں کوئی آیت نہیں جس میں لکھا ہو کہ خدا تعالیٰ کسی انسانی جسم میں حلول کرتا ہے۔ اور جس جسم میں حلول کرے وہ خالق ہر دو جہاں کا اوتار بن جاتا ہے۔ اور نہ کسی حدیث، اور اجتہاد ائمہ دین میں یہ مسئلہ اوتار درج ہے۔ یہ مسئلہ اوتار ''اہل ہنود'' کا ہے۔ اور ان کے اعتقاد میں خدا تعالیٰ انسانی جامہ پہن کر دنیا میں اپنا ظہور دکھاتا ہے۔ چنانچہ منجملہ دیگر اوتاروں کے کرشن جی کو بھی پرمیشر کا اوتار ''اہل ہنود'' نے مانا ہوا ہے۔ اور '' گیتا '' میں اس مسئلہ اوتار کا معنی درج بھی ہے، چنانچہ '' گیتا '' میں لکھا ہے۔ شعر

چو بنیاد دیں سست گردد بسے نمائیم خود را بشکل کسے

دیکھو صفحہ ۳۳، مترجم فیضی ادہائے چہارم: یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ: '' جب دنیا میں دہرم کی ابتری ہوتی ہے تو میں کسی شخص کی شکل اختیار کر کے دنیا میں آتا ہوں اور دھرم کی حمایت کرتا ہوں اور ظالموں اور دہرم کے مخالفوں کو تہ تیغ کر کے نابود کرتا ہوں''۔ چنانچہ فرماتے ہیں: شعر

بریزیم خون ستم پیشگان جہاں را نمائیم دار الامان

یعنی ہم ظالموں کا خون بہاتے ہیں اور جہاں میں امن قائم کرتے ہیں۔

''بھاگوت گیتا'' مترجم'' دوارکا پرشاد اوفقس'' کے ادھیائے ۴، اشلوک ۶ میں خدا نے اپنی تعریف میں لکھا ہے: ''مجھے بقا ہے مجھے فنا نہیں، کل ذی روحوں کی آتما، کل مخلوقات کا ایشور میں ہوں مگر اپنی مایا سے اپنی مرضی کے موافق اوتار لے لیا کرتا ہوں''۔

پھر اشلوک ۷، ادھیائے ۴: ''جس زمانہ میں دھرم کا ستیاناس ہو جاتا ہے، اور دھرم کی گرم بازاری ہونے لگتی ہے۔ اس زمانہ میں، میں اوتار لے کر کسی نہ کسی قالب میں دنیا کو جلوہ دکھاتا ہوں۔ مراد یہ کہ نراکار اور نرگن روپ سے شگن روپ میں جامہ انسانی قبول کرتا ہوں''۔

پھر اشلوک ۸، میں لکھا ہے: ''ست جگ ترتیا دواپر کل جگ میں ساد ہو۔ سنتوں کی حفاظت اور بداعمالوں کی سرکوبی کیلئے میرے اوتار ہوا کرتے ہیں''۔

پھر اشلوک ۹، میں لکھا ہے کہ: ''میرا جنم اور کرم ایک کرشمۂ قدرت ہے''۔ الخ

پھر ادھیائے ۷، اشلوک ۲۱ میں لکھا ہے: ''کوئی کسی اعتقاد سے کسی دیوتا کی سروپ کی پرستش کرے تو میں اس دیوتا کے سروپ میں موجود ہو کر اس کے اعتقاد کو پختہ کرتا ہوں''۔

پھر ادھیائے ۷، اشلوک ۲۴ میں لکھا ہے: ''کم عقل لوگوں کو میرے لازوال جلوے کی شناخت نہیں ہو سکتی، میرا انباشی واتم سروپ سب سے جدا ہے۔ ان کو سمجھنے کا وقوف نہیں، کہ اس انباشی اور لازوال ذات نے اس قالب میں ظہور فرمایا ہے''۔

ادھیائے ۱۰، اشلوک ۱، سری کرشن جی ارجن کو فرماتے ہیں: ''ارجن میری باتوں کو گوش ہوش سے سنو''۔

اشلوک ۲: ''میری پیدائش سے دیوتا اور بڑے بڑے رشی بھی واقف نہیں۔ وجہ

یہ کہ دیوتاؤں اور مہرشیوکو میں ہی پیدا کرتا ہوں یعنی کرشن ہی خالق ہے''۔ مرزا صاحب بھی خالق زمین وآسمان بنے۔ **کیوں نہ ہو، کرشن کا اوتار جو ہوئے۔**

اشلوک ۸، ادھیائے ۱۰: ''عقل مند بھگت مجھ ہی کو خالق کائنات اور ذریعہ آفرینش یقین کر کے مجھ میں دل لگاتے ہیں''۔

ادھیائے ۱۰، اشلوک ۱۹، سری کرشن جی نے فرمایا: ''میری قدرتوں کا کچھ حساب وشمار نہیں''......الخ۔

ادھیائے ۱۲، اشلوک ۶ و ۷: ''جس شخص نے اپنے تمام عمدہ کرم میرے ارپن کر دیئے اور معاوضہ کا خواہش مند نہ ہو اور میرے ہی تصور میں لگا رہے، میری ہی ذات پر بھروسہ رکھے میں اس کو نجات دے کر موت کے سمندر سے بیڑا پار کر دیتا ہوں۔ برہم کی جو قدرت اور قوت آفرینش ہے، وہ میری روشنی ہے۔ اسی روشنی قوت کاملہ کا کام لے کر میں موجودات عالم کو خلعت ظہور پہناتا ہوں''۔

اشلوک ۳، ادھیائے ۱۴: ''تمام انوار قدرت سے جو جو شکلیں نمودار ہوتی ہیں۔ ان میں اصلی جلوہ میرا ہی ہے''۔

اشلوک ۴، ادھیائے ۱۴: ''برہم اور ابناشی میری ہی ذات ہے۔ پرم آنند سروپ میرا ہی ہے۔ راحت دائمی کا سرچشمہ میں ہی ہوں''۔

اشلوک ۲۷، ادھیائے ۱۴: ''جن کو میری حقیقت سے آگاہی ہے۔ مجھے پراتما اور پرشوتم کے خطاب سے یاد کرتے ہیں، ہمیشہ ہر حالت میں میرا ہی پوجن کرتے ہیں''۔ اشلوک ۱۹، ادھیائے ۱۵۔

**ناظرین!** صرف خدائی کا دعویٰ نہیں بلکہ اپنی پوجا بھی کرشن کرواتے ہیں اور یہی بت پرستی

کی بنیاد ہے کہ بعد میں اسی دیوتا اور اوتار کی مورت پوجی جاتی ہے۔ ''جو مجھ کو برہم سروپ سروبیا پک جان لیتا ہے، وہ میری ذات میں مل جاتا ہے''۔ (اشلوک ۵۵، ادھیائے ۱۸)۔ ''اے ارجن اگر تم مجھ پر سچے دل سے فریفتہ رہو گے تو تمہارے تمام دکھ میری خوشی سے دور ہو جائیں گے۔ اگر خودی و غرور سے میری بات نہ مانو گے تو تباہی و نیستی میں شک نہیں''۔

(اشلوک ۵۸، ادھیائے ۱۸)۔

**ناظرین!** مذکورہ بالا حوالہ جات گیتا سے ثابت ہے۔ کہ اوتار کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ رب العالمین خالق ہر دو جہان قادر مطلق واجب الوجود بے انتہا و بے مانند انسانی قالب میں حلول کرتا ہے۔ یعنی ایک عورت کے پیٹ میں داخل ہو کر اسی راستہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جس راستہ سے دوسرے انسان پیدا ہوتے ہیں۔ اور انسانوں کی مانند حوائج انسانی کا محتاج ہوتا ہے۔ اور لڑکپن کی حالت سے بوڑھا ہوتا ہے۔ اور کھانے پینے بول براز کرنے کے بعد جب مر جاتا ہے۔ تو پھر اپنی خدائی کے تخت پر متمکن ہو جاتا ہے۔ اور مرزا صاحب بھی بروز بروز پکار رہے ہیں۔ بروز سے بھی ان کا اوتار مطلب ہے۔ چنانچہ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخر زمانہ میں اس کا (کرشن کا) بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ (لیکچر مرزا صاحب جو سیالکوٹ میں ۲ نومبر ۱۹۰۴ء میں دیا) اب مرزا صاحب نے بروز کے معنی خود کر دیئے کہ بروز سے ان کا مطلب اوتار ہے پس بروز و اوتار ایک ہی ہیں۔ اب بحث اس پر ہونی چاہیے۔ کہ اوتار ہو سکتا ہے یا نہیں اگر کسی امر کا امکان ہی ثابت نہ ہوا، تو پھر اس کا ظہور بالبداہت غلط ہوگا۔ پہلے ہم اس بات پر بحث کرتے ہیں کہ آیا خدائے تعالیٰ کا انسانی جسم میں حلول اور آدمی کے بدن میں سمائی ممکن ہے یا نہیں۔ اگر ممکن ہے تو کرشن جی بھی خدا کا یا پرمیشر کا اوتار ہو سکتے ہیں اور پھر مرزا صاحب بھی۔ اور

اگر ممکن ہی نہیں تو پھر مرزا صاحب کا یہ دعویٰ بھی کہ "میں راجہ کرشن کا اوتار ہوں"، دوسرے دعووں، رسول و نبی و مسیح موعود وغیرہ کی طرح باطل ہے۔

پہلے ہم خدا تعالیٰ کی ذات وصفات جن پر اہل اسلام کا اتفاق ہے اور جن کا یقین کرنا عین جزو ایمان ہے، بیان کرتے ہیں، تاکہ معلوم ہو کہ اوتار کا مسئلہ بالکل غلط اور باطل ہے۔ **وھو ھذا:**

۱.....خدا تعالیٰ کی ذات پاک عرض نہیں۔ یعنی اس کا ہونا کسی دوسرے وجود پر موقوف نہیں۔ جیسا کہ رنگ کا قیام کپڑے کی ذات سے وابستہ ہے۔ اگر اوتار ہو کر کسی عوت کے پیٹ میں داخل ہو تو عرض ہو جائے گا، اس واسطے اوتار باطل ہے۔

۲.....خدا تعالیٰ کی ذات پاک جسم وجسمانی نہیں۔ جس وقت اوتار ہوگا۔ تو جسم اور جسمانی ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ مسئلہ اوتار غلط و باطل ہے۔

۳.....خدا تعالیٰ کی کوئی صورت وشکل نہیں۔ جب اوتار بنے گا تو صاحب صورت وشکل ہوگا۔ اور یہ امر صفات خدائی اور شان الوہیت کے خلاف ہوگا کہ خدا انسانی شکل اختیار کرے۔ پس مسئلہ اوتار باطل ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ﴾ یعنی اس کے مانند کوئی چیز نہیں۔

۴.....خدا تعالیٰ کی حقیقت وماہیت اس کی اپنی ہی ذات کے ساتھ ہے۔ جب قالب انسانی میں حلول کرے گا تو اس کی ماہیت وحقیقت اس کی ذات کے مغائر ہوگی اور یہ محال ہے کہ خدا کی ماہیت ممکنات یعنی مخلوق میں سے ہو۔ پس ثابت ہوا کہ مسئلہ اوتار و بروز باطل ہے۔

۵.....خدا تعالیٰ کا تعلق مخلوقات سے بالذات نہیں ہے، صرف خالقیت کا تعلق ہے۔ جیسا فاعل کا فعل سے ہوتا ہے۔ اگر خدا اوتار لے اور انسانی قالب میں داخل ہو تو خالق کا تعلق

مخلوق کے ساتھ ذاتی ہوگا اور یہ باطل ہے۔ پس مسئلہ بروز واوتار باطل ہے۔

۶..... خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ نسبتی تعلق نہیں رکھتا۔ جس کو فلسفی لوگ تضائف کہتے ہیں۔ جیسا کہ دو بھائیوں میں نسبت ہوتی ہے کہ ایک کا بھائی ہونا دوسرے اور دوسرے کا بھائی ہونا اس پر منحصر ہوتا ہے یعنی اگر خدا تعالیٰ اوتار لے گا تو دوسرے اور لڑکے جو اسی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوں گے، وہ خدا کے بھائی ہونے کی نسبت رکھیں گے۔ اور یہ باطل ہے کہ خدا کا کوئی بھائی ہو۔ اس کی ذات تو وحدہٗ لاشریک ہے۔ پس اوتار اور بروز باطل ہے۔

۷..... اوتار لینے کی حالت میں خدا تعالیٰ واجب الوجود سے تنزل کر کے ممکن الوجود ہوتا ہے، اور یہ محال ہے کہ خدا تعالیٰ خدائی سے تنزل کر کے انسان بنے۔ اور اگر کہو کہ پیٹ میں بھی واجب الوجود تھا، تو یہ باطل ہے کہ واجب الوجود ممکن الوجود کا محلول محدود مقید ہو۔ پس مسئلہ بروز واوتار باطل ہے۔

۸..... خدا تعالیٰ کی ذات پاک تغیر سے پاک ہے۔ مگر جب اوتار لے کر انسانی قالب میں آئے گا، تو متغیر ہوگا، اور یہ باطل ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات کو تغیر ہو۔ یعنی خدا کی ذات میں تبدیلی ممکن نہیں کیونکہ تبدیلی کے واسطے کوئی اور وجود تبدیل کرنے والا ماننا پڑے گا اور خدا تعالیٰ کے اوپر کوئی وجود نہیں۔ اس لئے مسئلہ بروز واوتار باطل ہے۔

۹..... خدا تعالیٰ کے جتنے کام ہیں، سب کے سب بالواسطہ ہوتے ہیں۔ خود بذاتہٖ کوئی کام خدا نہیں کرتا۔ انسان پیدا ہوتے ہیں تو ترکیب عناصر سے ہوتے ہیں۔ دیگر تمام مخلوقات اسی طرح امتزاج عناصر سے ہوتی ہے۔ اور یہ ہی سنت اللہ تعالیٰ ہے کہ بالواسطہ بذات خود کچھ نہیں کرتا، چنانچہ مشاہدہ ہے کہ جمادات، نباتات، حیوانات، چرند و پرند میں سے کسی کو خدا تعالیٰ اپنی خاص ذات میں تغیر دے کر نہیں بناتا، تو یہ کیوں کر ہوسکتا ہے کہ کرشن جی کے یا

دیگر اوتاروں کے پیدا کرنے کے واسطے اپنی ذات میں تغیر دے کر خود ہی حلول کرے۔ پس مسئلہ بروز و اوتار باطل ہے۔

۱۰..... خدا تعالیٰ کی ذات پاک جزین نہیں ہوسکتی۔ اگر اوتار کا مسئلہ صحیح مانا جائے تو پھر واجب الوجود یعنی خدا کی ہستی لائق تجزیہ ثابت ہوگی اور یہ باطل ہے کہ خدا تعالیٰ کی کل و جزو ہو۔ مسمات دیوکی والدہ کرشن جی کے پیٹ میں اگر کل خدا آیا تو ناممکن ہے کہ ۹ مہینے بلکہ جب تک کرشن جی زندہ رہے، خدائی کون کرتا رہا؟ اور اگر یہ مانیں کہ خدا تعالیٰ اپنی حالت پر بھی رہا اور عورت کے پیٹ میں بھی داخل ہوا، تو خدا کی جزین ہوئی اور یہ باطل ہے۔ پس روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ مسئلہ بروز و اوتار بالکل لغو و ناممکن و محال و باطل ہے۔ اور مدعی اوتار جھوٹا اور اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے کہ میں اوتار ہوں۔ دراں حال یہ کہ وہ اوتار نہیں۔ یہ اوتاروں اور دیوی دیوتاؤں کے مسائل اہل ہنود میں زمانہ جہالت و تاریخی میں مانے جاتے تھے اور اسی اوتار کی بنا پر رام چندر، مہادیو، کرشن جی وغیرہ کے بت بنا کر پوجا کی جاتی تھی۔ مگر اب تو اہل ہنود خود ان مسائل نامعقول کی تردید کر رہے ہیں۔ اور جو شخص ایسے ایسے نامعقول مسائل مانے اس کو جاہل اور کم عقل جانتے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب اہل ہنود میں سے لکھتے ہیں: ''کیا کرشن مہاراج پرمیشر کا اوتار ہے؟ سب پرمیشر کو ماننے والے آستک لوگ اس کو سرو دیا پک (سب جگہ حاضر ناظر) سرو شکتی مان (قادر مطلق) اجنما (پیدائش سے بری) امرنا (ناقابل) انادی (ہمیشہ سے موجود) اننت (بے حد) وغیرہ صفات سے موصوف مانتے ہیں۔ پھر ایسی صورت میں یہ مسئلہ کس طرح درست ہوسکتا ہے کہ قادر مطلق پرماتما (خدا) کو اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انسان کا جسم اختیار کرنے کی ضرورت پڑے۔ انسانی جسم میں آنے سے تو وہ محدود ہو جاتا ہے اور سب جگہ میں حاضر ناظر نہیں رہتا۔ کیا ایشور کا اوتار ماننے

والے ہم کو یہ بتا سکتے ہیں کہ جس زمانہ میں سری کرشن مہاراج کے جسم میں پرماتما نے اوتار لیا تھا۔ اس زمانہ میں باقی کائنات کا انتظام کون کرتا تھا؟“ ...... (الخ)۔ (دیکھو سوانح عمری کرشن، مصنفہ لالہ لاجپت رائے فصل ۳۴ صفحہ ۲۲۷)

**ناظرین!** کس قدر غضب الٰہی کے وارد ہونے کی بات ہے کہ مشرک و بت پرست و کفار بے دین غیر مسلم قوم زمانہ حال کی روشنی سے مؤثر و منور ہو کر ایسی مشرکانہ و مجہولانہ عقائد و مسائل سے انکار کریں، جن کے آباؤ اجداد ہزار ہا پشتوں سے ایسے ایسے اعتقاد رکھتے تھے۔ اور اہل اسلام میں ایک ایسا شخص پیدا ہو کہ جس کو بچپن سے توحید سکھائی گئی اور جس کو ماں کے پیٹ سے باہر آتے ہی **اَللّٰہُ اَکْبَر اللّٰہُ اَکْبَر اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کی آواز کان میں ڈالی گئی ہو۔ تمیں سپارے قرآن مجید کے اور تمام احادیث کی کتابیں اور فقہ و تصوف کی کتابیں اور تمام انبیاء کے صحیفے اور بزرگان دین کے تعامل پکار پکار کر بلند آواز سے حلول ذات باری کسی مخلوقات میں ناجائز و ناممکن ومحال کہہ رہے ہوں۔ اور جو خود پانچ وقت اللہ تعالٰی کے حضور میں کھڑا ہو کر بحالت نماز پڑھتا ہے کہ: ﴿**قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ط اَللّٰہُ الصَّمَدُ ط لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ**﴾ ترجمہ: اللہ ایک ہے اور اللہ پاک ہے۔ نہیں جنتا اور نہیں جنا گیا۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ اور مجدد ہونے کا دعوٰی بھی کرتا ہے اور امام زمان و رسالت و نبوت کا مدعی ہو کر ایسا مشرکانہ جاہلانہ اعتقاد رکھتا ہے۔ اور مسئلہ اوتار کو خود مانتا ہے۔ اور تمام اہل اسلام کو پاکیزہ عقائد اسلام سے مرتد کر کے پھر مشرک ہندو بنانا چاہتا ہے، جو ۱۳ سو سال سے مسلمان چھوڑ چکے تھے، پھر منواتا ہے۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ: ۲۴ کروڑ مسلمان اس واسطے کافر ہیں کہ مجھ کو رسول و نبی نہیں مانتے اور میرے بدعتی عقائد اوتار و ابن اللہ و خالق زمین و آسمان اور میرا خدا کے پانی (نطفہ) سے ہونا نہیں مانتے

اور جب تک مسلمان مجھ کو اور میرے الہامات خلاف شرع محمدی نہ مانیں۔ وہ کافر ہیں اور ان کی نجات نہیں ہوگی چاہے قرآن پر عمل کریں اور ارکان اسلام بجالائیں۔

اب ہم سورۂ اخلاص جس کو ہم نے اوپر درج کیا ہے کہ مرزا صاحب پانچ وقت نماز میں جو پڑھتے تھے، اس کی تشریح ذیل میں کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یا تو مرزا صاحب کا یہ الہام غلط ہے اور وسوسہ شیطانی ہے کہ: "ہے رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"۔ اور مرزا صاحب کا کرشن ہونا باطل ہے، یا مرزا صاحب دل سے ہندو تھے، اوپر سے مسلمان بنے ہوئے تھے۔ اور دکھاوے کی نمازیں پڑھتے تھے۔ کیونکہ مسلمان اور عقیدہ اوتار بروز کا ماننا اجتماع نقیضین ہے۔ شعر

دل بصورت نہ ہم تا شدہ سیرت معلوم بندہ نظم وہفتاد وملت معلوم

جس شخص کے کہنے اور کرنے میں فرق ہے، وہ ایسا ہی رہبر اور امام ہے جس کی شان میں ایک شاعر نے کہا ہے۔ شعر

رہنماؤں میں کئی بندے بنے ہیں رہزن سوائے تبت ہم کو دکھاتے ہیں وہ راہ حجاز

کیا امام زمان ومجدد اسی کا نام ہے کہ بجائے توحید کے شرک سکھائے اور بجائے قرآنی تعلیم اور عقائد کے ویدو شاستر کی تعلیم دے۔ اور اوتار کا مسئلہ بہ تبدیل الفاظ بروز کہہ کر در پردہ اسلام کی بیخ کنی کرے۔ اور منہ سے **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** کہے اور دل سے اپنے آپ کو کرشن ورام چندر وغیرہ اوتاروں کو خدائے تعالیٰ قدوس کا کھلم و (بجائے نزول) تعین کرے اور مریدوں کو کرائے۔ اور فنافی الکرشن ہو کر جس طرح کرشن اپنے آپ کو خدا کہتا تھا، امام زمان بھی ہوا اور خدا بھی ہوا۔ دیکھو کشف مرزا صاحب کہ: "میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ (ص ۹۹، کتاب البریہ، مصنفہ مرزا صاحب)۔ **لاحول ولاقوۃ الا**

باللہ۔

ع من از دہن مار شکر می طلبم

ایسا شخص کبھی مجدد و امام زماں مانا جا سکتا ہے؟

ع بر عکس نہند نام زنگی کافور

سورۂ اخلاص میں خدا تعالیٰ نے ایسے ایسے تمام عقائد باطلہ کی تردید فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف حسب ذیل الفاظ میں فرمائی ہے۔

۱......**اَحَدٌ، صَمَدٌ، لَمْ یَلِدْ، لَمْ یُوْلَدْ، لَمْ یَکُنْ لَّهٗ، کُفُوًا اَحَدٌ:**

**اوّل:** خدا تعالیٰ کی ذات پاک اَحد ہے۔ اَحد اس کو کہتے ہیں جس کا نصف بھی نہ ہوا۔ کیونکہ ایک کی جز و نصف و چوتھائی ہوسکتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی ذات جزیں نہیں ہوسکتی، اس واسطے اَحد کا لفظ فرمایا تاکہ ثابت ہو کہ خدا کی ہستی لائق تجزیہ نہیں ہے۔ جب جز نہیں ہوسکتی تو نصاریٰ کے عقیدہ کی تردید ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام بحیثیت الوہیت حضرت مریم کے پیٹ میں تھا۔ چونکہ پیٹ میں سمانے والا کبھی خدا نہیں ہوسکتا، اس واسطے الوہیت مسیح کا مسئلہ غلط ہوا۔ اسی طرح اَحد کے لفظ نے اوتاروں کے مسئلہ کو بھی باطل کر دیا، کیونکہ اَحد یعنی وحدہٗ لاشریک کی شان سے بعید ہے کہ اس کا کچھ حصہ ایک عورت کے پیٹ میں حلول فرما کر پیدا ہوا اور باقی حصہ خدائی کرتا ہے۔

۲......"**صَمَدٌ**" کے لفظ سے خدا تعالیٰ کی ذات پاک کا حوائج سے پاک ہونا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "**صَمَد** وہ ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو۔ اور سب اس کے محتاج ہوں۔ اور وجود کا سلسلہ بغیر ایسی ایک ذات کے جو **صَمَد** کی صفت سے موصوف ہو، قائم نہیں رہ سکتا۔ جب خدا تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے اور کسی کی محتاج نہیں تو پھر اوتار

کا مسئلہ جو شخص مانتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ظہور کے واسطے عورت کے پیٹ کا محتاج ہے۔ اور اسی گندے راستہ کا محتاج، جہاں سے گزر کر ہر ایک انسان باہر آتا ہے، (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ کی ذات پر اس قسم کے لغو خیالات، کہ وہ انسانوں کی طرح گندے مخرجوں سے گزر کرتا ہے اور انسانی قالب میں ظہور پکڑتا ہے۔ یہ قرآن سے انکار نہیں تو اور کیا ہے اور اوتار کا قائل کافر و مشرک نہیں تو اور کیا ہے۔

۳.....''لَمْ یَلِدْ'' سے اس بات کی تردید ہے کہ کوئی وجود خدا تعالیٰ کو پدری نسبت نہیں دے سکتا۔ یعنی کوئی شخص خدا تعالیٰ کو اپنا باپ قرار نہیں دے سکتا، جیسا کہ نصاریٰ خدا تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس نسبت پدری سے حضرت مریم خدا کی جورو قرار پاتی ہے، اور خدا تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ اس کی کوئی جورو ہو۔ اس لفظ **لَمْ یَلِدْ** سے خدا تعالیٰ نے اپنا اختلاط اور حلول ہونا غیر ممکن فرمایا ہے۔ اور ایسا ہی مرزا صاحب کے الہامات **''انت منی بمنزلة ولدی''** ترجمہ: تو مجھ سے بمنزلہ بیٹے کے ہے۔ **''وانت من مائنا''** ترجمہ: تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے۔ قرآن کریم کے **لَمْ یَلِدْ** کے برخلاف ہیں۔ اس واسطے یہ الہامات وساوس ہیں۔ اور ایسا ہی کرشن کا اوتار بھی ایک مسلمان کا ہونا باطل ہے۔

۴.....''لَمْ یُوْلَدْ'' سے تو خدا تعالیٰ نے صاف صاف مسئلہ اوتار کی تردید کر دی ہے۔ اس میں تو مرزا صاحب کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی ہے۔ اوتار کے مسئلہ میں مانا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ شکل انسانی قبول کرنے کے واسطے عورت کے پیٹ میں سے ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ کرشن جی مساۃ دیوکی زوجہ باسدیو کے آٹھویں گربھ یعنی حمل سے پیدا ہوئے تھے۔ اور پھر قادیان میں وہی کرشن جی مہاراج مرزا صاحب، غلام مرتضیٰ کے گھر میں مرزا صاحب کی

والدہ کے پیٹ میں سے پیدا ہوئے اور غلام احمد کے نام سے نامزد ہوئے۔ جب خدا تعالیٰ کا جنم لینا کوئی شخص مانتا ہے، تو صاف ظاہر ہے کہ وہ قرآن کا منکر ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ کی ذات **لَمْ يُوْلَدْ** بتائی گئی ہے۔ جب قرآن کا منکر ہے، تو پھر مسیح موعود و امام زمان و مجدد کس طرح ہوا۔ پس یا تو اوتار کا دعویٰ غلط ہے یا مسلمانی کا دعویٰ غلط ہے۔

۵..... "**لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ**": یعنی نہیں ہے کوئی اسکے واسطے برابری کرنے والا یعنی خدا تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کوئی برابری کا دم نہیں مار سکتا۔ مگر جب اوتار کا مسئلہ مانیں گے اور خدا کا بروز انسانی قالبوں میں تسلیم کریں گے، تو جس قدر اوتار ہوئے ہیں، سب آپس میں برابر ہوں گے۔ اور جس جس عورت کے پیٹ میں خدا تعالیٰ نے حلول کیا اس عورت کے پیٹ سے جس قدر اور لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں، سب خدا کے بہنیں اور بھائی ہوئے۔ جیسا کہ پریم ساگر میں لکھا ہے کہ: "کرشن جی مہاراج آٹھویں گربھ دیوکی سے پیدا ہوئے۔ تو پہلے ے بھائی جو کرشن کے پیدا ہونے سے پہلے پیدا ہوئے، ضرور سات بھائی خدا کے ساتھ برابر ہوئے۔ کیونکہ بھائی بھائی آپس میں پیدائش میں اور ذات میں برابر ہوتے ہیں۔ پس جو شخص اوتاروں کا مسئلہ مانتا ہے وہ قرآن کے ﴿**لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ**﴾ کا منکر ہے۔ اور قرآن کا منکر ہرگز مسلمان نہیں۔ پس یا تو مرزا صاحب کا دعویٰ کہ میں کرشن ہوں، باطل ہے یا یہ دعویٰ باطل ہے۔ شعر

ما مسلمانیم از فضلِ خدا   مصطفیٰ ﷺ مارا امام و پیشوا

کیا مصطفیٰ علیہ السلام نے بھی کسی حدیث میں فرمایا ہے کہ میں کرشن ہوں؟ حالانکہ کرشن ان سے پہلے ہو گزرا ہے۔ اور کہیں محمد ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ میں اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہوں اور نائب عیسیٰ ہوں؟ اگر نہیں۔ تو پھر ایسے ایسے الہامات خلاف قرآن و رسول

عربی کے برخلاف دماغ کی خشکی سے مانیں گے۔ یا اس خدا کی طرف سے جو قرآن شریف میں اپنے ایسے باطل الہامات کی تردید کر رہا ہے۔ دو باتوں سے ایک ضرور ہے۔ یا تو قرآن مجید جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا، وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ یا مرزا صاحب کے الہامات اسی خدا کی طرف سے نہیں جو محمد ﷺ کا خدا تھا۔ اور جس نے قرآن میں اتخاذِ ولد کی نسبت یعنی خدا کا بیٹا مجازی وحقیقی واستعاری ہونا ناجائز قرار دیا تھا۔ کیونکہ قرآن و الہامات مرزا صاحب، آپس میں ضد اور بالکل برخلاف ہیں۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اختلاف نہیں ہوتا۔ پس مرزا صاحب کے الہامات خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہوسکتے ہیں جو قرآن میں ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ واتخاذ ولد اپنی ذات کی نسبت ناجائز قرار دے چکا ہے۔ ہرگز نہیں۔

**دوم:** روحانی حقیقت کے رو سے اگر مرزا صاحب کرشن ہوتے تو کرشن کے پیرو ہوتے۔ کیونکہ وہ مان چکے ہیں کہ میں بسبب پیروی محمد رسول اللہ ﷺ کے اپنے اندر حقیقت محمدی رکھتا ہوں اور اب اخیر میں کہتے ہیں کہ میں اپنے اندر حقیقت کرشن رکھتا ہوں۔ تو ثابت ہوا کہ اب مرزا صاحب محمد ﷺ کی پیروی چھوڑ کر اسلام سے روگردان ہو کر کرشن کی پیروی کر کے کرشن کا بروز واوتار ہوئے۔ کیونکہ کرشن کی تعلیم محمد ﷺ کی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے برخلاف ہے کہ تناسخ واوتاروں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور دوزخ وبہشت ویوم آخرت وحشر ونشر وحساب آخرت سے انکاری ہیں اور گیتا میں لکھتے ہیں کہ: ''نیک و بداعمال کی جزاوسزا اسی دنیا میں بذریعہ تناسخ یعنی آواگون ہوتی ہے''۔ گیتا وہ کتاب ہے جس کو مرزا صاحب خدا کی طرف سے مان کر فرماتے ہیں: ''تیری (مرزا صاحب کی) مہما گیتا میں لکھی گئی ہے اور یہ میرا خیال وقیاس نہیں بلکہ خدا کا وعدہ ہے''۔ اس مرزا

صاحب کی عبارت میں صاف ہے کہ خدا کا وعدہ ہے اور وعدہ گیتا میں ہے۔ تو گیتا خدا کا کلام ہے۔ جب خدا کا کلام ہے تو مرزا صاحب کے اعتقاد میں گیتا و قرآن برابر ہوئے۔ جب گیتا خدا کا کلام ہے تو مرزا صاحب کا عمل گیتا پر ضرور ہونا چاہیے اور جب گیتا پر عمل ہوا تو مرزا صاحب اسلام سے خارج ہوئے اور اہل ہنود کے مذہب کے پیرو ہوئے۔ اگر کوئی مرزائی انکار کرے تو ہر ایک مسلمان کا جواب یہ ہے کہ جب مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ پیرویٔ محمد ﷺ سے محمد ہوا ہوں۔ تو جب کرشن ہوا اور اپنے اندر حقیقت کرشن رکھتا ہے، تو پیرویٔ کرشن لازم ہے۔ ورنہ یہ دعویٰ غلط ہے کہ میں بہ سبب پیروی تامہ کے محمد ﷺ ظلی و بروزی محمد ہوں اور کرشن بھی ہوں۔ کیونکہ جب مرزا صاحب نے اصول مقرر کیا ہے کہ متابعت محمد ﷺ سے محمد ہوا ہوں تو ضرور ہے کہ اخیر جو کرشن ہوا، تو ضرور پیروری کرشن کی، کی ہوگی۔ تب ہی تو کرشن کا اوتار بنا اور حقیقت کرشن اس کے اندر بجائے حقیقتِ محمد ﷺ کے متمکن ہوئی۔ اب اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ یا تو یہ الہام وسوسہ تھا۔ کہ مرزا صاحب کو اسلام سے خارج کر کے مرزا صاحب کو اوتار کرشن بناتا ہے۔ یا مرزا صاحب محمد ﷺ کی پیروی سے نکل کر کرشن کی متابعتِ تامہ سے کرشن ہوئے۔ دونوں باتوں سے ایک ضرور ہے۔ یا تو مرزا صاحب، محمد ﷺ کی امت و پیرو نہیں رہے۔ یا کرشن کے اوتار نہیں۔ اگر محمد ﷺ کی متابعت میں ہیں اور پیرو محمد ﷺ ہیں، تو کرشن سے کیا کام۔ اور اگر کرشن کے پیرو ہیں، تو اب محمد ﷺ سے کیا واسطہ جب محمد ﷺ سے واسطہ نہیں، تو پھر مسلمان نہ رہے۔ اور جب مسلمان نہ رہے تو پھر کافر ہونے میں کیا شک رہا، اور کافر کی بیعت کرنی کسی مسلمان کو جائز نہیں اور نہ کوئی مسلمان کسی کافر کو جو یوم آخرت اور جزا سزا قیامت سے منکر ہو اور تناسخ و اوتار کا قائل ہو، اس کو اپنا پیشوا، مرشد و پیر طریقت و امام و مجدد مان سکتا ہے۔ نعر

ای بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہردستی نباید داد دست

اسی واسطے مولانا روم نے کئی سو برس پہلے سے مسلمانوں کو تنبیہ کی ہے کہ بغیر امتحان شرعی کے کسی شخص کی بیعت نہ کریں۔ پس یا تو مرزائی صاحبان یہ ثابت کریں کہ کرشن مسلمان تھا۔ مگر یہ ہرگز ثابت نہ کرسکیں گے۔ کیونکہ گیتا کرشن کی کتاب تصنیف موجود ہے جس میں اوتار اور تناسخ کا ثبوت بڑے زور سے دیا ہے۔ پھر مرزا صاحب نے جب کرشن جی کا روپ دھارا تو محمد ﷺ کے دروازہ سے دور جا پڑے۔ اگر کوئی مرزائی جواب دے کہ مرزا صاحب مسلمان بھی رہے اور کرشن بھی بن گئے تو یہ محال ہے کہ کوئی شخص ایک ہی وقت میں مسلمان بھی ہو اور ہندو بھی ہو۔ جب کوئی شخص قیامت کا منکر اور تناسخ کا قائل ہو، تو پھر وہ ہندو ہے۔ کیونکہ جب کرشن جی کا بروز واوتار ہوگا تو کرشن جی کی تعلیم وعقائد جو گیتا میں مندرج ہیں، پابند ہوگا۔ اور گیتا میں تناسخ کی تعلیم ہے۔ چنانچہ کرشن جی گیتا میں لکھتے ہیں: شعر

زکار نکو میرد در بہشت بقعر جہنم برد کار زشت

بقید تناسخ کند داورش بانواع قالب دروں آورش

بہ تنہائے معہود در میروند بجسم سگ و خوک در میروند

(صفحہ ۱۲۶،۱۳۶ گیتا مترجمہ فیضی)۔ اگر فیضی کے ترجمہ میں کچھ شک ہو تو دیکھو گیتا مترجمہ "دوارکا پرشاد افق، اشلوک ۱۳ و ۱۲، ادھیائے ۲، بھگوت گیتا" سری کرشن جی ارجن کو فرماتے ہیں:

"سوچ لو ہم تم اور سب راجے مہاراجے پیشتر کبھی تھے یا نہیں، آئندہ ان کا کیا جنم ہوگا۔ ہم سب گذشتہ جنموں میں بھی پیدا ہوئے تھے اور اگلے جنموں میں بھی پیدا ہوں گے۔ جس طرح انسانی زندگی میں لڑکپن، جوانی، بڑھاپا ہوا کرتا ہے، اسی طرح انسان بھی مختلف قالب قبول کرتا ہے اور پھر اس قالب کو چھوڑ دیتا ہے"۔

۲......''جس طرح انسان پوشاک بدلتا ہے، اسی طرح آتما بھی ایک قالب سے دوسرے قالب کو قبول کرتی ہے''۔ (اشلوک ۲۲، ادھیائے دوم گیتا)

۳......''ہری کرشن جی! ہمارے تمہارے قالب نا معلوم کتنے بدل چکے ہیں، اس امر سے تو میں واقف ہوں تمہیں علم نہیں''۔ (اشلوک ۵، ادھیائے ۴)

۴......''جن جوگیوں نے جوگ میں کمال حاصل نہیں کیا۔ کرپا پن ٹوٹا ہے، عرصے تک اچھے لوگ میں رہ کر پھر کسی اعلیٰ خاندان میں پیدا ہوتے ہیں۔ خواہ باکمال جوگیوں کے گھرانے میں ان کی پیدائش ہوتی ہے۔ دنیا میں اس طرح کا جنم ملنا بھی مشکل ہے۔ جب وہ یہاں پیدا ہوئے تو اگلے جنم کے مزاولت سے عمدہ عقل پا کر کمالات حاصل کرنے کیلئے کوشش عمل میں لاتے ہیں۔ پچھلے جنم کی مشق اور مزاولت سے نفس ان پر غالب نہیں ہونے پاتا۔ جوگ کی مشق بڑھا کر بید آگیا سے عبور کر جاتے ہیں۔ جوگی جوگ میں محنت کر کے پاپ سے خالی ہو کر مختلف جنموں کے بعد مکتی کا درجہ حاصل کرتے ہیں''۔ (اشلوک ۴۱، ۴۵ تک ادھیائے ۶)

۵......''متعدد جنموں میں صاف دل اور پاک باطن ہو کر مجھ میں مل جاتے ہیں''۔

(اشلوک ۱۹، ادھیائے ۷)

۶......''جو صاحب کمال ہو گئے، جنہوں نے فضیلتیں حاصل کر لیں اور میری ذات میں مل گئے ہیں، ان کو جینے مرنے کی تکلیفات سے پھر سابقہ نہیں ہوتا''۔ (اشلوک ۱۵، ادھیائے ۸)

۷......''اندھیرے اور اُجالے پاکھوں کی تاثیر قدیمی ہے۔ اجب پاکھ سے آواگون یعنی جنم مرن کا سلسلہ جاری ہوتا ہے''۔ (اشلوک ۲۶، ادھیائے ۸)

۸......''جن کو اس بدیا یعنی (روح بدیا) کا اعتقاد یا اس سے دلچسپی نہیں، ان میں سے میں بہت دور رہتا ہوں۔ اور ان کو آواگون کے چکر سے نجات نہیں ملتی''۔ (اشلوک ۳، ادھیائے ۹)

۹....." جب مقدس اور معظم بیکنٹھ میں پُن کے پھلوں سے عیش وعشرت کا زمانہ گزر جاتا ہے تو انسان کی پھر دنیا میں پیدائش ہوتی ہے۔ خواہشات میں پھنس کر جو تینوں ویدوں کی ہدایات کے موافق جگیہ وغیرہ کرتے ہیں ان کو آواگون سے نجات نہیں ہوتی "۔

(اشلوک ۲۱، ادھیائے ۹)

۱۰....." آتما مختلف قالبوں میں مختلف صورتوں سے ظہور پذیر ہے۔ جس نے ہر قالب میں اس کو یکساں دیکھ لیا۔ اس کو نجات مل گئی "۔ (اشلوک ۳۱، ادھیائے ۱۳)

۱۱....." یہی گیان ہے جس کا عامل میرے سروپ کو پہنچ کر آواگون سے نجات پا جاتا ہے "۔

(اشلوک ۱۲، ادھیائے ۱۴)

۱۲....." جو شخص رجوگن کے غلبے کی حالت میں چولا چھوڑتا ہے۔ اس کی پیدائش، نیک افعال لوگوں کے گھرانے میں ہوتی ہے۔ تموگن کی حالت میں مرنے والے کو جاہلوں میں قالب ملتا ہے "۔ (اشلوک ۱۵، ادھیائے ۱۴)

۱۳....." اس قسم کے (مغرور) دنیا ساز بگلا بھگت کے ذلیل نالائق بدمعاش اور بے حیاؤں کو میں راچھسوں کی نسل میں پیدا کرتا ہوں "۔ (اشلوک ۵، ادھیائے ۱۶)

۱۴....." کرم کے پھل (اعمال کا بدلہ) تین قسم کے ہوتے ہیں 'نرگ جونی' یعنی انشٹ، 'دیو جونی' یعنی اشٹ، 'منیس جونی' یعنی مُرت، مراد یہ کہ انسان کرموں سے سرگ میں جاتا ہے، یا نرگ میں، یا مُرت۔ لوگ (دنیا) میں جو اشخاص پھل یا نتیجے کی خواہش و آرزو میں کرم کرتے ہیں انکو کرموں کی اچھائی برائی کے موافق سرگ ملتا ہے یا نرگ یا مرت "۔

(اشلوک ۱۲، ادھیائے ۱۸)

**ناظرین!** یہ گیتا کی تعلیم ہے جو قرآن کے بالکل برخلاف ہے۔ اور کرشن کی اپنی تصنیف

ہے۔قرآن تو اعمال کا بدلہ قیامت کے دن بعد حساب ومیزان عمل دوزخ وبہشت ہونا فرماتا ہے، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام قیامت اور توحید کی تعلیم کے واسطے مبعوث ہوتے رہے۔ اور ان کے مقابل کفار قیامت کا انکار اور شرک پر اصرار کرتے آئے اور انبیاء علیہم السلام کی یہی تعلیم چلی آئی ہے کہ جو شخص روز جزا کا رحشر بالا جساد کا منکر ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور تمام قرآن روز آخرت پر ایمان لانے کے واسطے بار بار تاکید فرماتا ہے، بلکہ ہر ایک نبی ورسول قیامت کا ہونا برحق بتاتا آیا ہے۔ اور جو قیامت کا منکر اور تناسخ کا ماننے والا ہو۔ اس کو کافر جانتا آیا ہے۔

**مگر افسوس!** آج ۱۳ سو برس کے بعد، کہ حضرت آدم علیہ السلام سے اس وقت تک کے بعد مرزا صاحب ایک ہندو راجہ، قیامت کے منکر، تناسخ کے قائل اور حلول ذات باری اپنے وجود میں ماننے والے اور تعلیم دینے والے کو رسول برحق مان کر اس کے بروز ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر چہ ہر ایک مسلمان کو معلوم ہے کہ تمام قرآن مجید تعلیم یوم الحساب وقیامت کے اثبات میں بھرا ہوا ہے۔ مگر تھوڑی سی آیتیں لکھی جاتی ہیں، تاکہ معلوم ہو کہ مرزا صاحب در پردہ اسلام کے مخالف ہیں۔ اور طرح طرح کے بیہودہ مسائل کی ملاوٹ سے اسلام کی خالص توحید کو مکدر کرنا چاہتے ہیں۔ اور دینداری کے لباس میں اور فنافی الرسول کی دھوکہ دہی سے باطل عقائد مسلمانوں کو منواتے ہیں اور گمراہ کرتے ہیں۔ دیکھو قرآن مجید کیا فرماتا ہے: ﴿ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ترجمہ: ''پھر تم اس خدائے دانا بینا کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے، پس جیسے عمل تم دنیا میں کرتے رہے ہو، وہ تم کو بتادے گا''۔ پھر کیا ہوگا: ﴿وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَاكُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''جیسے جیسے عمل کرتے رہے ہو، ان ہی کا بدلہ پاؤ

گئے"۔ ان اعمال کا بدلہ کیسے ملے گا: ﴿بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ "واقعی بات تو یہ ہے کہ جس نے پلے باندھی برائی اور اپنے گناہ کے پھیر میں آ گیا، تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں کہ وہ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ ہی میں رہیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل (بھی) کئے، ایسے ہی لوگ جنتی ہیں اور وہ ہمیشہ (ہمیشہ) جنت ہی میں رہیں گے۔

**دوسرا امر:** وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے، اس نے مجھ پر ظاہر کیا، یہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کی طرف سے ہوتا تو قرآن کے برخلاف مرزا صاحب کو اوتار کرشن نہ فرماتا۔ خدا تعالیٰ تو قرآن میں قیامت کا ہونا برحق اور تناسخ کو باطل فرماتا ہے۔ پس یہ غلط ہے کہ خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کو کرشن جی کا اوتار فرمایا۔

**تیسرا امر:** یہ میرا خیال نہیں، خدا کا وعدہ تھا۔

**ناظرین!** خدا کا وعدہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ گیتا میں کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے اعتقاد میں گیتا بھی خدا کا کلام ہے۔ جو صریح غلط ہے کہ: "تیری (مرزا صاحب) مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"، کیونکہ گیتا میں کوئی ایسا اشلوک نہیں۔ اگر کوئی ہے تو مرزائی صاحبان دکھا دیں۔ مگر تعجب ہے کہ مرزا صاحب محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی تامہ کا دعوے کرتے ہیں اور عمل ان کے برخلاف کرتے ہیں۔ کبھی محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اوتار کا مسئلہ مانا ہے؟ تناسخ مانا ہے؟ گیتا کو کتب ساوی میں سے بتایا ہے؟ ہرگز نہیں۔ حالانکہ کرشن و گیتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ہزاروں برس پہلے دنیا میں موجود تھے۔ پس جب مرزا صاحب محمد ﷺ کی تعلیم قرآنی کے برخلاف گیتا کی تعلیم مانتے ہیں۔ تو مسلمان

کس طرح رہے؟ مسیح موعود نبی ورسول ہونا تو بڑی بات ہے، جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ اہل اسلام میں گیتا بھی خدا کا کلام مانا گیا ہے، تب تک دعویٰ بلا دلیل ہے۔ پس مرزائی صاحبان گیتا کو خدا کا کلام ثابت کریں اور پھر گیتا میں یہ دکھاویں کہ راجہ کرشن جیسا ودوان، راجہ بزرگ پرمیشر کی بھگتی اور تپ کرنے والا، جس کے مذہب میں گوشت خوری بدترین گناہ ہے۔ اور جس نے دھرم کی حفاظت میں کئی جدھ یعنی جنگ کئے اور دشمنان دھرم کو نابود کر دیا۔ وہی کرشن جی اپنی تعلیم وعقائد کے برخلاف بقول اہل ہنود ملیچھ اور وشٹ مسلمانوں کے گھر میں جنم لے کر غلام احمد نام پائے گا۔ اور بچپن سے ماس (گوشت) خور ہوگا۔ پلاؤ، قورمہ، بریانی، گوشت، مرغ سے اوقات بسر کرے گا اور ساٹھ برس تک خلاف صفات کرشن وعقائد اہل ہنود تر دید کر کے بقول کرشن جی ادنیٰ حیوانات کے جسم میں اس جنم کی کرنے کی سزا پائے گا۔ تو ہم مرزا صاحب کو کرشن مان لیں گے۔ مگر گیتا میں یہ نہ ہوا اور یقیناً نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے اول سے آخر تک گیتا کو دیکھا ہے۔ کہیں نہیں لکھا کہ کرشن جی مہاراج مسلمانوں کے گھر جنم لیں گے۔ تو پھر مرزا صاحب کا الہام صریح خلاف واقعہ ہے۔ اور خلاف واقعہ الہام کبھی خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ **عَلَّامُ الْغُیُوْب** اور **عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ** کی شان سے بعید ہے کہ وہ خلاف واقعہ الہام کرے۔ جب گیتا میں درج نہیں ہے کہ کرشن جی آخر زمانہ میں مسلمانوں کے گھر جنم لیں گے تو پھر مرزا صاحب نے کس طرح کہہ دیا کہ گیتا میں خدا کا وعدہ تھا۔ جب یہ صورت ہے تو مرزا صاحب کا الہام بھی کہ "تو مسیح موعود ہے" کیوں کر سچا ہو سکتا ہے۔

**دوم:** کرشن ہونے کا الہام اس کے بعد ہوا تھا۔ اور یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ پہلے الہام یا حکم کا ناسخ مابعد کا الہام وحکم ہوتا ہے۔ پس جب مرزا صاحب کرشن جی کے اوتار ہوئے تو مسیح

موعود نہ رہے۔ کیونکہ کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ مسیح موعود کرشن کا بروز بھی ہوگا۔ اور مورتی پوجن و تناسخ و گیتا کو مسلمانوں میں رواج دے گا۔ اور اپنی فوٹو مریدوں میں تقسیم کرے گا۔ اور تناسخ و اوتار بروز باطل مسائل کو مانے گا اور مسلمانوں کو منائے گا۔ مرزا صاحب کو مسئلہ اوتار کا علم نہیں تھا۔ ورنہ وہ ہرگز اوتار ہونے کا دعویٰ نہ کرتے۔ اہل ہنود کے مذہب کے مطابق جب زمین پر بہت ظلم و گناہ اور قتل و خون ریزی ہو تو اس وقت پرتھی گائے کا روپ دھار کر اندر کی سبھا میں سر جھکا کر فریاد کرتی ہے۔ تو اس وقت اندر کے حکم سے دیوی اور دیوتا میں سے کسی کا اوتار ہوتا ہے۔ (دیکھو۔۔۔۔ پریم ساگر، صفحہ ادھیائے اول)

**ناظرین!** اصلی عبارت میں مضمون طول کے خوف سے اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔ راجہ کنس چونکہ بڑا ظالم تھا۔ جب رعایا بہت ستائی گئی اور دھرم کا ستیاناس ہونے لگا، تو ہندو دھرم کے اصول کے مطابق اندر کی بارگاہ میں فریاد ہوئی تب برما دیوتاؤں کو سمجھانے لگے کہ تم سب دیوی دیوتا برج منڈل جائے متھر انگری میں جنم لو پیچھے چار سروپ د ہر نہر ہے اوتار لیں گے۔ باسدیو کے گھر دیوکی، کی کوکھ میں کرشن جنم لیں گے۔ اب کرشن کا جنم دیوکی، کی کوکھ میں ہوا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ''سی بھادوں بری اشٹمیں بڑہ مابرروہی نچتر میں آدھی رات کو سری کرشن نے جنم لیا اور باسدیو اور دیوکی کو درشن دیا۔ وہ دیکھتے ہی ان دونوں (ماں باپ) نے ہاتھ جوڑ کر بنتی کر کہا: ہمارے بڑے بھاگ جو آپ نے درشن دیا۔ اور جنم مرن کا نبڑا کیا۔ اور جو جو ظلم راجہ کنس نے ان پر کیے تھے، تمام بیان کیے۔ تب سری کرشن چندر بولے کہ: تم اب کسی بات کی چنتا من میں مت کرو، کیونکہ میں نے تمہارے دکھ کے دور کرنے ہی کو اوتار لیا ہے''۔ (ادھیائے چوتھا، پریم ساگر، صفحہ ۱۵)

**ناظرین!** مذکورہ بالا عبارت میں مفصلہ ذیل امور غور طلب ہیں:

ا..... بالکل اہل اسلام کے مذہب اور اصول کے برخلاف ہے۔ کسی مسلمان کا یہ اعتقاد ہو کہ دیوی دیوتا خدا کے حضور میں پڑے رہتے ہیں۔ اور اوتار لیتے ہیں۔ اوتار کا مسئلہ مسلمانوں کی کسی کتاب میں نہیں۔ اگر قرآن یا حدیث یا آئمہ اربعہ یا مجتہدین وصوفیائے کرام کی کسی کتاب میں اوتار کا مسئلہ ہے، تو مرزائی صاحبان بتادیں۔ ورنہ دعویٰ مرزا صاحب کا باطل مانیں، مگر مرزائی ہرگز نہ دکھاسکیں گے، کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی تردید کرتے رہے۔ پس کوئی شخص مسلمان اوتار کا مسئلہ نہیں مان سکتا۔ جو مانے وہ مسلمان نہیں۔

**ناظرین!** افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ آریہ سماجی ہندو ہو کر، ہندوؤں کی اولاد ہو کر ایسے ایسے لغو اور باطل عقائد چھوڑتے جاتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب ۱۳ سو برس کے بعد مسلمانوں کو پھر ہندو بنانا چاہتے ہیں۔ اور ایسے عقائد خلاف عقل مسلمانوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ آریہ تو اوتاروں کے مسئلہ سے انکار کریں۔ اور مسلمان مانیں، کیسا ظلم ہے! اور پھر اس پر امام زمان کا دعویٰ اور دین محمدی کی تجدید کی شیخی۔ ؎

گر تو قرآن بریں نمط خوانی ۔۔۔ ببری رونق مسلمانی

**دوم:** امر یہ کہ مرزا صاحب کی والدہ ماجدہ کے شکم میں کرشن مہاراج ۹ ماہ رہے۔ اور بعد گزرنے مدت حمل نو ماہ کے پیدا ہو کر غلام مرتضیٰ کے بیٹے کہلائے اور مسلمانوں کے گھر جنم لے کر گوشت وغیرہ ممنوعات اہل ہنود کھاتے پیتے رہے، یہ تو کرشن جی مہاراج کی شان سے بعید ہے کہ کسی مسلمان مغل زمیندار کے گھر پیدا ہوں اور بجائے مندر کے مسجد میں نماز پڑھیں اور مالا چھوڑ کر تسبیح پکڑیں۔ وید وشاستر کی جگہ قرآن پڑھیں اور پھر آریہ اور ہندو دہرم کے خلاف ہندو مذہب کا کھنڈن کریں۔ کیونکہ کرشن جی کا مذہب وہی تھا، جو آج کل

کے پرانے اہل ہنود کا ہے، جو سناتن دہرم ہے۔ چنانچہ کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں:

''ہمارا یہی کرم ہے کہ کھیتی بنج کریں۔ گئو، برہمن کی سیوا میں رہیں۔ بید کی آ گیا ہے کہ اپنی کل ریت نہ چھوڑے۔ جو لوگ اپنا دہرم تج اور کا دہرم پالتے ہیں۔ سو ایسے ہیں کہ کل برہمو پر کھے سے پریت کرے، اس سے اب اندر کی پوجا چھوڑ دیجئے اور پریت کی پوجا کیجئے۔ سب پکوان آن مٹھائی لے چلو اور گوبردہن کی پوجا کرو''۔ (آہی، دیکھو صفحہ ۴۲، پریم ساگر، مطبوعہ نول کشور کانپور)

مہا بھارت میں لکھا ہے کہ: ''کرشن جی نے دس سال تک تپ کیا۔ کرشن اپنے زمانہ کا پرم دودان تھا اور وید و شاستر سے خوب واقفیت رکھتا تھا''۔ (سوانح عمری کرشن، صفحہ ۹۸، ۹۹، مصنفہ لالہ لاجپت رائے)

اب ظاہر ہے کہ ان کرموں میں سے مرزا صاحب نے ایک بھی نہیں کیا۔ اگر پوشیدہ پوشیدہ چھپ کر گئو اور برہمن اور گوبردہن کی پوجا کرتے ہوں اور وید و شاستر پر عمل کرتے ہوں تو خبر نہیں، ظاہرا تو **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھتے ہیں۔ جس سے ثابت ہے کہ مرزا جی کرشن جی کا اوتار نہ تھے۔

**تیسرا امر:** کرشن جی بڑے بہادر اور ہندو دہرم کے حمایتی تھے۔ کئی ظالم راجوں کو شکستیں دیں۔ اور مارا اور دہرم کی حفاظت کے لئے جودھ (جنگ) کئے۔ راجہ کنس کو مارا۔ راجہ بھرا سنگھ کو شکست دی، راجہ پراگ جوتش کو مارا، راجہ بان دالئے کرنا ٹک کو مارا، پونہ راجہ بنارس سے لڑائی کی اور اس کو مارا، جنگلی قومیں پشاچ راکنش، دیپ، ناگ، اسر، گندہر، دیکش، دانو کو مارا''۔ (دیکھو — سوانح عمری کرشن، صفحہ ۱۱۹، مصنفہ لالہ لاجپت رائے)

مرزا صاحب بجائے حفاظت دھرم کے ہندو دھرم کی کھنڈن یعنی تردید کرتے

رہے، تو پھر وہ کرشن کا اوتار کس طرح ہوئے؟ جب ایک صفت بھی کرشن کی مرزا صاحب میں نہ تھی تو پھر کس قدر غلط ہے کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ:''روحانی حقیقت کے رو سے میں کرشن ہوں''، حالانکہ روحانی حقیقت کے رو سے ہی محمد ﷺ بنے ہوئے تھے۔

**چوتھا امر:** مرزا صاحب نے اوتار کے وقت اپنی والدہ کو درشن دے کر نہیں بتایا کہ میں کرشن ہوں۔ اور میں نے تمہارے گھر میں اس واسطے اوتار لیا ہے۔ جیسا کہ پہلے اپنی والدہ دیوکی کو کہا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ کرامت مرزا صاحب کی اخباروں میں شائع ہو جاتی کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے گھر میں کرشن جی نے اوتار لیا ہے۔ جیسا کہ باسدیواور دیوکی کے گھر جنم لینے سے ہوا تھا۔ اور تمام اہل ہنود مرزا صاحب کے درشن کے واسطے تمام ہندوستان سے آتے۔ مگر یہاں تو بالکل معاملہ برعکس ہوا کہ مرزا صاحب کو خود پچاس ساٹھ برس تک اپنا کرشن ہونا معلوم نہ ہوا۔ اور وہ بجائے حمایت دھرم کے، دھرم کی تردید کرتے رہے۔ اور اوتار کی علت غائی کے برخلاف اور اصول اہل ہنود کے برعکس کبھی مثیل عیسیٰ علیہ السلام، کبھی نائب عیسیٰ، کبھی بروز محمد ﷺ، کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ، کبھی مریم، کبھی موسیٰ علیہ السلام، کبھی مجدد، کبھی رجل فارسی، کبھی مصلح، کبھی امام زمان، کبھی خاتم اولیاء۔ غرض ہندو دھرم کے مقابل جو بزرگ وانبیاء علیہم السلام تھے، بنتے رہے۔ اور اس نگار خانہ عالم میں آکر ایسے محو حیرت ہوئے کہ ایک جان اور کئی دعوے، اور ثبوت ایک کا بھی نہیں۔ مگر خیر آخری عمر میں خود شناسی ہوئی اور **مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ** کی منزل طے کر کے کرشن جی بن گئے۔ اور کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ ایسا عظیم الشان دعویٰ تھا کہ پہلے تمام دعوے باطل ہو گئے، کیونکہ کفر واسلام یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ اجتماع نقیضین محال ہے۔ اسی طرح کفر واسلام کا اجتماع بھی محال ہے۔ اب کھرے خاصے کرشن بن کر اسلامی دنیا کو درشن دیا۔

خودستائی کے نشہ میں دل ہزاراں چور ہیں　　　جس جگہ تھا نور ایمان اب وہاں ہے آوا گون

مگر افسوس یہ ناموزوں دعویٰ ایک ہندو نے بھی نہ مانا اور جس مطلب کے واسطے یہ الہام تراشا تھا، وہ مطلب بھی پورا نہ ہوا۔ غرض تو یہ تھی کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو دام میں لانے کے واسطے تو مسیح موعود و مہدی بنا، ہندوؤں کو کس طرح پھسایا جائے؟ اس واسطے ہندوؤں کی خاطر کرشن جی کا اوتار بنے، مگر کام پھر بھی نہ بنا۔ کیا کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ کسی ہندو نے مرزا صاحب کو کرشن مانا، ہرگز نہیں۔ مسلمانوں سے تو کرشن بن کر نکلے اور آگے ہندوؤں نے جگہ نہ دی۔ یہ کس قدر حسرت کا مقام ہے کہ ہندو بھی بنے، اوتار کا مسئلہ بھی مانا، تناسخ بھی تسلیم کیا، مورتی پوجن کی بھی بنیاد ڈالی اور اپنی فوٹو کھچوائی اور مریدوں میں تقسیم کی، مگر مقصود کی گوپی پھر بھی ہاتھ نہ آئی، ایک ہندو بھی نہ پھنسا۔ مگر اس پر طرفہ یہ ہے کہ اپنی جماعت الگ کر کے ۳۳ کروڑ مسلمانوں کو کافر فرما رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جو میرے ایسے الہام، خدا کی طرف سے برحق نہ مانے، مسلمان نہیں، حالانکہ قرآن میں شریعت محمدی کے رو سے ایسے الہاموں کا ملہم خود مسلمان نہیں۔

اب ہم نیچے کرشن جی کا نسب نامہ درج کرتے ہیں، تاکہ معلوم ہو کہ کرشن جی پشت در پشت ہندو تھے۔ کوئی مرزائی مسلمان کو دھوکہ نہ دے کہ کرشن جی مسلمان اور رسول و پیغمبر تھے۔ کرشن جی کا نسب نامہ باپ کی طرف سے رحبہ بیج، پرتھو، بدورتہ، سوسین، باسدیو۔

(کرشن، صفحہ ۸، پریم ساگر دیائی آٹھویں گربھ سے)

کرشن جی ماتا کی طرف سے چندو بنسی نسل سے یادوا کبھشتریوں کے دو جتر سے تھے۔ ماتا کی طرف سے کرسی نامہ حسب ذیل بتایا جاتا ہے:

روسی، ایوس، نہوش، بیاتی، یارو، دوربیہ، اندبک، اہوک۔ (دیکھو صفحہ ۵۲، ۵۳، سوانح عمری

کرشن جی، مصنفہ لالہ لاجپت رائے)

اب ظاہر ہے کہ سری کرشن جی مہاراج اہل ہنود میں سے تھے۔ اوران کا مذہب بھی وید شاستر کے مطابق تھا۔ جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے کہ تناسخ آواگون کے معتقد تھے۔ اوران کا اعتقاد و تعلیم یہی تھی کہ اعمال کا بدلہ تناسخ کے چکر میں ڈال کر خداتعالیٰ اسی دنیا میں دیتا ہے۔ دوزخ، بہشت، روز جزا و سزا کوئی الگ نہیں اور چونکہ یہ تعلیم و اعتقاد تمام انبیاء علیہم السلام کے برخلاف ہے۔ اس لئے کرشن جی مہاراج ہرگز ہرگز پیغمبر و رسول نہ تھے۔ یہ بالکل دھوکہ ہے کہ چونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ یعنی ہر ایک قوم کا ہادی و راہبر ہے۔ ﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ﴾ ہر قوم یا زمانہ میں ایک ڈرانے والا گزر چکا ہے۔ اس پر دلیل دیتے ہیں کہ کرشن جی و رام چندر جی وغیرہ کو رسول نہ مانیں تو قرآن پر اعتراض وارد آتا ہے کہ ہندوستان میں کون کون پیغمبر ہوا۔ مگر اس جگہ دھوکہ یہ دیا جاتا ہے کہ قرآن میں لفظ قوم و امت ہے اور پیش کرتے ہیں کہ ہندوستان، جو کہ بالکل غلط ہے۔ یہ کہاں قرآن میں ہے کہ ہم نے ہر ایک ملک میں رسول بھیجا ہے، تاکہ ہندوستان میں رسول الگ ہو۔ وہاں تو قوم و امت کا لفظ ہے۔ پس دنیا میں جو جو قومیں و امتیں ہیں مشرک و بت پرست، سب میں رسول آئے۔ اور جو انبیاء کی رسالت و نبوت پر حق یقین کر کے یوم قیامت یوم آخرت پر ایمان لاتے آئے ہیں، وہ مسلم ہیں۔ اور جو جو قومیں وامتیں مشرک و بت پرست، قیامت سے انکار کر کے اسی دنیا میں سورگ و نرگ مان کر تناسخ کا چکر یقین کرتی آئی ہیں، وہ تمام قومیں غیر مسلم چلی آئی ہیں۔ تمام آسمانی کتابیں قیامت کا برحق ہونا بتاتی آئی ہیں۔ اور کفار عرب و ہند، عراق و شام، ترکستان افغانستان وغیرہ وغیرہ دنیا بھر کے پیغمبروں کے مقابل بت پرستی و تناسخ پر زور دیتے آئے ہیں۔ یعنی

صابئین (ستارہ) پرست ومنکران قیامت تمام عالم میں اپنا اپنا وعظ کرتے ہیں۔ یہ عظیم دھوکہ دیا جاتا ہے کہ ہند کا پیغمبر کون تھا۔ یہ قرآن میں ہرگز نہیں لکھا کہ ہر ایک دیار یعنی ہر ایک ولایت میں رسول بھیجا ہے۔ اس طرح تو ہر ایک ملک کا پیغمبر الگ ہونا چاہیے تھا۔ اگر ہند کا پیغمبر کرشن ورام چندر جی وغیرہ وغیرہ تھے، تو پھر عرب ودیگر ممالک میں بت پرستی کس طرح مروج ہوئی۔ یہ بالکل فاسد عقیدہ ہے کہ چونکہ ہر ایک ملک میں پیغمبر کا ہونا ضروری ہے۔ اس واسطے کرشن جی کو ضرور پیغمبر مان لو۔ حالانکہ کرشن جی کی تعلیم تناسخ واوتار بتا رہی ہے کہ اوتار وتناسخ ماننے والے وہی پرانے بت پرست ومنکر قیامت ہیں، جنہوں نے حضرت نوح، ابراہیم، سلیمان، موسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ کیا اور اہل ہنود بھی انہیں میں سے ہیں۔ اور انہیں ملکوں سے ہند میں آکر آباد ہوئے۔ اور آریہ کہلاتے تھے۔ اور یہی مذہب وید وشاستر وتناسخ کا ساتھ لائے تھے۔ اور جنہوں نے اپنے اپنے وقت کے پیغمبر کو نہ مانا۔ اور تناسخ وبت پرستی پر اڑے رہے۔ ہند کی شمال مغرب کی پہاڑیاں کوہ سلیمان کے نام سے مشہور ہیں۔ (دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۶۱، ۶۲)۔ پس ہند کا پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام ثابت ہوئے۔ اور تخت سلیمان وپری محل اب تک حضرت سلیمان علیہ السلام کی یادگار کشمیر میں موجود ہے۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ: "اسلام سے پہلے اہل ہند کا تمام عرب وبت پرستان مکہ سے میل جول تھا"۔ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔ "براهم هندوستان پیش از ظهور اسلام جهت زیارت خانه کعبه وپرستش اصنام همیشه آمد وشدمی کردند وآں موضع را بهترین معابدی پند اشتند" (دیکھو مقالہ ۱)

پھر تاریخ فرشتہ مقالہ اول، جلد اول، صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے: که درزمان حضرت ختمی پناه یتے بزرگ راکه سومنات نام داشت از خانه کعبه

بر آور ده دبداں جا آورده بنام او آں شہر را بنا کر دند" یعنی سومنات شہر سومنات کی مورتی سے جو کہ مکہ سے لائی گئی تھی۔اس کے نام پر شہر سومنات آباد اور نامزد ہوا۔

اہل ہنود و آریہ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ تمام دنیا میں پہلے سب قوم بت پرست وستارہ پرست تھی،اور ہر ایک قوم میں بت پرستی اور تناسخ کا رواج تھا،اور قیامت کا انکار تھا۔اصل عبارت یہ ہے:"اس میں کوئی شک نہیں کہ مکہ مہادیو جی کا مندر تھا اور یہی سبب ہوا کہ سومنات میں مکرر اسی مورتی پوجک لوگوں نے قائم کیا۔اور پھر بدستور وہی پیروان شیوا اُس کے پوجاری بنے۔(دیکھو حاشیہ ۲۳۲ ثبوت تناسخ)

اب ثابت ہوا کہ ہند کے بت پرست بھی دوسرے ملکوں سے آئے ہیں،جن میں وقتاً فوقتاً پیغمبر ورسول آتے رہے۔تاریخ ہند میں لکھا ہے کہ آریہ قوم دوسرے ملکوں سے ہند میں آئی ہے۔"تاریخ انگلستان" کے صفحہ ۱۱ پر بحوالہ کا ہیر صاحب لکھا ہے کہ:"قدیم مسری، یونانی،رومی اور انگریزی تناسخ یعنی آواگون کو مانتے تھے"۔کیا ایشیا کے ایرانی،آریہ،چینی، جاپانی اور ترک لوگ۔اور کیا یورپ کے یونانی،وڑدو،رومی،جرمنی والے۔کیا افریقہ کے قبطی پانٹر اور راج خاندان کے بزرگ۔اور کیا امریکہ کے تانبے رنگ والے پہلی یعنی سورج ہنسی،پیرو،میکسو کے پروہت اور اچاریہ اور اپرجن خاندان کے پیشوا سارے کے سارے تناسخ کو مانتے تھے اور ارواح کو انادی مانتے تھے۔(صفحہ ۲۳۰ ثبوت تناسخ)

اب روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ اہل ہند انہیں قوموں میں سے ہیں جن میں پیغمبر ورسول آتے رہے۔اور اسی واسطے قرآن میں فرمایا کہ کوئی قوم نہیں جس میں نذیر نہ آیا ہو۔اور ظاہر ہے کہ ہر ایک پیغمبر ورسول بت پرستی کے مٹانے کے واسطے اور یوم آخرت سے

ڈرانے کے واسطے تشریف فرما ہوتا رہا۔ اور بت پرستوں اور معتقدان تناسخ کے ہاتھوں ظلم وستم اٹھاتا رہا۔ حضرت نوح علیہ السلام خاص بت پرستی کے برخلاف وعظ فرماتے رہے۔ جب بت پرستوں مشرکوں نے نہ مانا تو غضب الٰہی سے عذاب طوفان نازل ہوا۔ اور سب کے سب ہلاک کئے گئے۔ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم و وعظ سے واحد خدا کی پرستش ہوتی رہی اور جس جس جگہ اور ملکوں میں حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد جا کر آباد ہوئی ان ان ملکوں میں پہلے توحید جاری تھی۔ چنانچہ "توریت، باب ۱۰، پیدائش آیت ۳۲ میں لکھا ہے: "طوفان کے بعد قومیں انہیں (نوح کے بیٹوں) سے پھیلیں"۔ آیت ۱۸، ۱۹، ۲۰، باب ۹ میں لکھا ہے: "نوح کے بیٹے جو کشتی سے نکلے سم، حام اور یافت تھے۔ اور حام کسان کا باپ تھا، نوح کے یہی تین بیٹے تھے۔ اور انہیں سے تمام زمین آباد ہوئی"...... (الخ)۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں میں حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم تھی۔ اور نوح علیہ السلام کے بیٹوں سے تمام قومیں بنیں تو پھر ثابت ہوگیا کہ ہر ایک قوم میں نذیر و ہادی آیا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور اس کی اولاد میں پھر بت پرستی و انکار قیامت کے مذہب نے رواج پایا۔ اور مرور ایام سے جب بہت زور پر ہوا تو پھر پیغمبر کی ضرورت ہوئی اور حضرت ابرہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور انہوں نے بت پرستی کو مٹایا اور توحید قائم کی، تناسخ کو رد کیا اور یوم الحساب اور جزا پر لوگوں کو یقین دلایا۔ نمرود سے جو بڑا بادشاہ تھا، مناظرہ کیا۔ پھر زمانہ کے گزرنے سے بت پرستی و تناسخ کا جب زور ہوا، تب ہی وقتاً فوقتاً پیغمبر و رسول مبعوث ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ خاتم النبیین ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ ان کے مقابل علاوہ مشرکین و بت پرستان و صائبین کے یہود و نصاریٰ بھی تھے۔ جن کو رحمت اللعالمین نے جام توحید پلایا اور بعث بعد الموت کے یقین و ایمان سے دوبارہ زندگی بخشی اور تمام دیار و امصار میں دینِ اسلام پہنچایا اور ظلمت، کفر و شرک کی، اسلام کی پاک روشنی سے دور ہوئی اور اہل ہند بھی نورِ اسلام سے

منور ہوئے۔ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت گوسالہ بنایا اور اس کی پرستش کی بنیاد ڈالی جو کہ اب تک اہل ہند بھی گئو کی پرستش کرتے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ گئو اور بچھڑے کی پرستش کرنے والی قوم اسی ملک اور قوم سے جدا ہو کر آئی جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ ''تاریخ مصر'' کے صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے: ''فیساغورث حکیم نے تناسخ کا مسئلہ مصریوں سے لیا تھا'' ......(الخ)۔ پس مصر سے اہل تناسخ کا آنا ثابت ہوا۔ اور مصر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہو کر فرعون کی طرف آئے تھے۔ پس ہندوستان میں جو اہل تناسخ موجود ہیں، ان کا پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام ثابت ہوئے۔ اور یہ بالکل صحیح ہوا کہ ہر ایک امت و قوم میں نذیر آیا۔ قیامت کا منکر ہرگز نذیر نہیں ہوسکتا۔ پس یہ کہنا کہ اہل ہند کا کوئی پیغمبر نہیں غلطی اور دھوکہ دہی ہے، کیونکہ حضرت نوح و حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ و محمد رسول اللہ علیہم السلام سب کے سب اثبات قیامت کا وعظ فرماتے رہے اور تناسخ و بت پرستی کی تردید کرتے رہے۔ اگر کوئی شخص کرشن جی کو رسول صرف اس واسطے کہے کہ کرشن جی اہل ہنود کے لیڈر و پیشوا تھے۔ تو یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ نمرود و شداد، قارون، فرعون، وغیرہ وغیرہ بھی تو دیگر ممالک اور قوموں کے لیڈر و پیشوا اور حاکم اور راجہ تھے۔ کیا ان کو بھی رسول کہا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر کرشن و رام چندر جی وغیرہ رہبران و پیشوایان و راجگان ہندوستان کو کس طرح رسول کہا جائے۔ اور نبی مان کر ان کا اوتار بن سکے۔ کیونکہ نبی و رسول ہونے کے واسطے ضرور ہے کہ جو تعلیم انبیاء کی تھی وہی تعلیم دوسرے نبی و رسول کی بھی ہو۔ ورنہ سخت فاسد عقیدہ ہے کہ غیر نبی و رسول کو رسول و نبی کہا جائے۔ ﴿فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰہِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ ھُنَالِکَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ پر یہ سراسر غلط ہے کہ ہندو قوم میں کوئی رسول نہیں آیا پیغمبر و رسول تو آئے مگر ان اقوام نے اپنا پرانا مذہب آباؤ اجداد کا عزیز کر کے پیغمبروں و رسولوں کی تعلیم سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اور ہندوستان اور دیگر ممالک میں

جا کر آباد ہوئیں۔ چنانچہ اب تک ان اقوام کے نشانات افریقہ، ایشیاء، یورپ، امریکہ، چین، برہما، سیام، انام، تبت، لنکا، چینی تاتار وغیرہ جگہوں میں موجود ہیں۔ شعر

کاروانیم ہمہ بگزشت زمیدانِ شہود ہمچو نقش کف پانام ونشانم باقیست

اور یہ اقوام بت پرست تناسخ کے ماننے والی قیامت سے انکار کرنے والی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۶۳۰ برس پہلے مہا تما بدھ کی پیرو بھی تھیں، جو کہ قوم سے راجپوت تھا۔ مہا تما بدھ کے پیرو اس وقت بھی دنیا میں کروڑہا موجود ہیں۔ اگر کسی شخص کو اس کے پیرووں کی کثرت یا اس کے پیشوا ہونے کی حیثیت سے پیغمبر ورسول ماننا ہو سکتا ہے، تو پھر مہا تما بدھ کو کیوں رسول و نبی نہ مانا جائے۔ مگر چونکہ مہا تما بدھ کی تعلیم بھی اسلامی تعلیم کے برخلاف تھی، اس واسطے وہ نبیوں و رسولوں کی فہرست میں نہیں آ سکا، حالانکہ یہ شخص حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان کے عرصہ میں ہوا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ سو تیس برس پہلے ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۴ سو برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہو گزرے تھے۔ مگر نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گوتم بدھ کی نبوت کی تصدیق کی اور نہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے گوتم بدھ و کرشن جی وغیرہ کی نبوت بتائی۔ اور نہ تصدیق کی۔ اب اس جگہ ایک لازمی سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن و تورات و انجیل و زبور آسمانی کتابوں نے مہا تما بدھ اور سری کرشن جی مہاراج وغیرہم کی نبوت و رسالت کیوں نہیں بیان کی۔ اور حضرت آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام کی کیوں بیان و تصدیق کی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس سوال کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ ان بزرگواروں کی تعلیم چونکہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے برخلاف تھی، اس واسطے ان کو نبی و رسول کسی زمانہ میں نہیں مانا گیا۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام قیامت و توحید کی وعظ، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر کرتے چلے آئے۔ اسی طرح پیشوایان اہل ہنود بت پرستی اور تناسخ کی وعظ کرتے چلے آئے ہیں، جس کا نتیجہ اب

تک یہ ہے کہ تمام فرقہ ہائے اسلامی سے دنیا میں ان کی تعداد زیادہ ہے اور یہ ان مہا پرشوں کی تعلیم اور کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج تک بت پرستی اور تناسخ کا اعتقاد اور تعلیم جاری چلی آرہی ہے۔ اگر کسی اسلامی واعظ نے اثبات قیامت اور روزِ جزا و سزا سے ڈرایا تو اس کے مقابل حامیان تناسخ نے اس کی تردید شروع کر دی اب دیکھ لو! کیا ہو رہا ہے۔ آریہ سماج کی طرف سے کس قدر تناسخ کی تعلیم اور قیامت کے انکار پر زور دیا جاتا ہے۔ اور سوامی دیانند نے کس قدر اہل ہنود میں مذہبی جوش پیدا کیا کہ ایک ترقی یافتہ قوم نظر آتی ہے۔ کیا سوامی جی کے اس کام کو جو انہوں نے اپنی قوم کو زندہ کیا، اور تناسخ و انکار قیامت پر تمام زور و وقت و زر خرچ کیا اور اپنی قوم کو ابھارا، ان کو نبی و رسول کا لقب دو گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ قیامت کا منکر اور تناسخ کا معتقد کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔ ہاں اس کی اپنی قوم جو چاہے اس کو کہے، مگر کوئی مسلمان قرآن اور محمد ﷺ پر ایمان رکھنے والا تو ہرگز قیامت کے منکر اور تناسخ کے معتقد کو رسول و نبی نہیں کہہ سکتا۔ اور نہ اس کا بروز ہو سکتا ہے۔ پس کرشن جی مہاراج چونکہ وید و شاستر کے پیرو تھے اور قیامت کے منکر تھے۔ اور تناسخ کے قائل تھے، اس واسطے وہ ہرگز ہرگز نبی و رسول نہ تھے۔ کوئی مرزائی مہربانی کر کے مسلمان بھائیوں کو سمجھا دے کہ تناسخ ماننے والے، روح کو ازلی ابدی ماننے والے، قیامت سے انکار کرنے والے کا کوئی شخص اوتار و بروز ہو کر محمد رسول اللہ ﷺ کا بروز کس طرح رہا۔ اور جب حقیقت روحانی کے رو سے کرشن ہو گیا ہے، تو اس کی بیعت کس شرعی دلیل سے فرض ہے اور جو شخص کرشن جی کا بروز ہے اور اوتار ہے، اس کی بیعت نہ کرنے سے تمام روئے زمین کے مسلمان کس دلیل سے کافر ہیں۔

تمام شد

☆☆☆☆☆